تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ

امام

السّامی قدس اللہ سرہ

ابن عربی

النظامی

اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

قیمت

ہدیہ



مخدومی احمد شاہ

ایک بڑے درویش کا تذکرہ سرمایہ درویش تھا ہدیہ درویش ہے

عینی النظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسم گرامی نام محمد بن علی۔

کنیت ابوعبداللہ اور ابوبکر

لقب محی الدین۔

عرف شیخ اکبر اور ابن عربی محدثین آپ کو ابن عربی اور حـ ط ابوبکر کو ابن العربی کہتے ہیں۔

خطاب حقانی سلطان العارفین

نسب محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن ابی عبداللہ الحاتمی الطائی الاندلسی اصاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم **عدی** بن حاتم الطائی کے فرزندوں سے ہیں۔

مولد اندلس یا اسپین کے مشہور شرقی شہر مرسیہ ہے یہ شہر آج سنترول سیب بھی اور دیگر میوہ جات کے لئے نہایت مشہور ہے اور اس زمانہ میں بول کی عمارتوں اور دیگر صنعتی تعمیرگاہوں کا صدر مقام تھا۔

تاریخ ولادت شب دوشنبہ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۵۶۰ھ۔

حافظ الحدیث محب الدین ابن النجار نے تاریخ بغداد میں آپ کی تاریخ ولادت کی روایت شیخ رضی اللہ عنہ ہی سے یوں تحریر کی ہے ولدت بمرسیۃ فی لیلۃ الاثنین سابع عشر رمضان سنۃ ستین وخمسمایۃ ولادت کی مشہور روایت مناقب غوثیہ۔ مقامات غوثیہ اور دوسری سوانحوں میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے یوں مرقوم ہے باوجود کبرسنی کے شیخ علیؒ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی آپ حج و زیارت سے مراجعت فرماتے ہوئے بغداد بھی آئے اور کبار اولیائے عراق سے فرزند کے لئے دعا کروائی شیخ حماد الدباس نے تو ٹکے سا جواب دیدیا کہ تمہاری قسمت میں کوئی فرزند نہیں ہے۔ آپ نہایت مایوس ہوئے جامع منصور میں حضور غوث الصمدانی کی زیارت کا جمعہ کے دن شرف حاصل کیا اور اپنا مقصد عرض کیا۔ حضرت غوثیت مآب نے ارشاد فرمایا شیخ حماد کا کہنا درست ہے۔ ہاں کوئی اور اپنے ہونے والے فرزند کو تمہیں دیدے تو ممکن ہے حضرت علی رونے لگے حضور نے فرمایا میری صلب کا ایک اور لڑکا محمد باقی ہے میں نے اس کو تمہیں بخشا وہ تولد ہو تو محمد نام اور محی الدین کنیت رکھنا یہ واقعہ ۵۵۹ھ کا ہے دوسرے سال ۵۶۰ھ میں آپ کو فرزند تولد ہوا آپ نے اسی سال حج و زیارت کے لئے مع اہل و عیال سفر کا تہیہ کر لیا اور بعد فراغ حج بغداد حاضر ہوئے اور امام محمد بن علی کو حضور میں پیش کیا حضور نے اپنی زبان مبارک لڑکے کے منہ میں دی اور دعا فرمائی اور بشارت دی سیکون ولیاً مقرباً انشاء اللہ۔

حکومت اسپین پر آپ کی ولادت کے زمانے میں خاندان عبدالمومن حکومت کرتا تھا۔ اس اموی خاندان کے تین بادشاہ آپ نے دیکھے ہیں

یوسف بن عبدالمومن۔ منصور بن یوسف اور یعقوب بن منصور مورخ ابن خلکان کا بیان ہے کہ یعقوب عادل۔ عالم متقی اور دیندار بادشاہ تھا۔ پنجگانہ نماز خود پڑھاتا تھا اور صوف پوش تھا شراب خواری سخت سزا کی بوجہ یکلخت بند ہو چکی تھی اس کا یہ حکم عام تھا کہ علماء اور محدثین شخصی تقلید کے پابند نہ ہوں بلکہ اجتہاد کیا کریں اسی کا نتیجہ ہے کہ علامہ ابن رشد۔ علامہ عبدالحق اُزدی۔ علامہ ابو عمر۔ ابوالخطاب۔ ابن ماجہ۔ ابن طفیل وغیرہم بڑے پایہ کے لوگ گذرے ہیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ خلفائے بنو عباس کو زوال ہو رہا تھا۔ خوارزم شاہ سلجوقی نے ایران ماوراء النہار کاشغر اور عراق تک اپنے زیر اثر کر رکھا تھا اس زمانہ میں ایشیائے کوچک پر علاء الدین کیقباد حکمران تھا اور شام کی سلطنت سلطان صلاح الدین غازی اور اس کے فرزندوں کے زیر نگین تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بغداد کی بربادی کا آغاز ہو رہا تھا ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کا سیلاب اٹھا اور ساتویں صدی تک بڑھتا گیا آخر کار خلافت بغداد ہی مٹ گئی۔

تعلیم آپ نے ابوالعباس احمد بن محمد العریف الاندلسی سے ابتدائی تعلیم پوری کی ۵۶۸ھ میں اشبیلیہ (مغربی جنوبی شہر اندلس کا) سفر کیا یہ شہر قرطبہ سے بارہ دن کی مسافت پر ہے یہاں پر آپ نے ابوبکر بن خلف سے قراۃ سبعہ کی سند لی۔ ابوالحسن شریح سے ان کے والد محمد بن شریح کی کتاب الکافی پڑھی پھر شیخ ابوالقاسم شراط قرطبی سے قرات سبعہ کی سند حاصل کی اور ابوبکر بن محمد بن ابو حمزہ سے کتاب التیسیر پڑھی اور ان سے سند حاصل کی۔

حدیث یہ وہ زمانہ تھا کہ حدیث میں مستند کتابیں مدون ہو چکی تھیں

اور رجال کی بیشمار کتابیں وجود میں آچکی تھیں جرح و تعدیل ایک باضابطہ فن ہوگیا تھا ابن الصلاح اسی زمانہ میں تھے انہوں نے اصول حدیث کو مستقل فن بنا دیا تھا اور علامہ ابن جوزی نے جو امام الجرح والتعدیل تھے اپنی کتاب موضوعات اسی زمانہ میں لکھی۔

شیخ رضی اللہ عنہ نے اشبیلیہ میں ہی حافظ ابن الجد۔ حافظ ابو الولید الحضرمی۔ حافظ ابن زرقون۔ علامہ عبد الحق الاشبیلی حافظ عبد المنعم الحضرمی اور علامہ ابن سبوع الکلاعی محدث الاندلس سے حدیث سنی اور اجازت لی قرطبہ میں ابن بشکوال حافظ ابو الحسن بن ہذیل اور محدث القرطبہ امام ابو محمد سے سماعت کی۔

اور اندلس کے مشہور دار الحدیث سبتہ میں ابو محمد بن عبد اللہ السبتی سے سماعت کی۔

نیز ابو عمر قوسی الشونمی۔ شیخ ابو اسحق ابن طریف شیخ ضریر بن ابراہیم اور امام ابو القاسم الخورستانی سے صحاح کی قرات فرمائی اور سند حاصل کی۔

علامۃ الشیخ ابن عبد الحق بن عبد الرحمان الاندلسی سے ان کی تصنیفیں تلقین المہتدین الاحکام الکبریٰ۔ الاحکام الصغریٰ الاحکام الوسطیٰ۔ کتاب التہجد کتاب العاقبہ پڑھیں اور ان کی اجازت لی۔

۵۹۰ھ میں اشبیلیہ سے بارادہ حج و زیارت روانہ ہوئے اور حرمین میں بھی متعدد حضرات سے حدیث کی سماعت کی واپسی پر بجایا میں

ٹھہرے اور یہاں حافظ ابو عبد اللہ العربی اور شیخ ابو الحسن البجائی سے حدیث کی سماعت کی۔

سنہ ۶۰۱ھ میں عراق کا سفر کیا جہاں آپ نے حافظ ابو الحسن ابو النصر سے صحیح مسلم کی سماعت کی اور حافظ ابو طاہر السلفی سے عام اجازت حاصل کی چنانچہ خود فرماتے ہیں واجازنی الشیخ ابو طاہر بروایۃ الحدیث عاماً پھر امام الجرح والتعدیل علامہ ابو الفرج ابن الجوزی۔ ابن السکینہ۔ ابن علوان۔ جابر بن ایوب سے حدیث کی سند حاصل کی اور امام سمعانی سے بھی بغداد میں آپ نے سماعت فرمائی۔

ایام قیام دمشق میں حافظ ابن عساکر سے حدیث سنی اور اجازت حاصل کی۔

موصل میں حافظ ابو جعفر الموصلی نے آپ کو حدیث کی اجازت عطا فرمائی۔

کلام علم کلام۔ فلسفہ اور منطق کو شیخ نے اپنے زمانہ کے امام علامہ ابن رشد القرطبی ۵۹۵ھ سے حاصل کیا۔ اور ان کی دو تصنیفیں فصل المقال اور الکشف انہی سے پڑھیں اور ان کی اجازت لی ان کے علاوہ ابو جعفر ذہبی۔ ابو عبد محمد ابن ابراہیم۔ ابو الربیع الکفیف۔ ابو العباس سے بھی ان علوم کو حاصل کیا۔

خدا جوئی المغرب الاقصیٰ کے سلطان مظفر بن ملک العادل ایوبی نے آپ سے بزمانہ اقامت (مراکش) حدیث کی سماعت کی تھی اور آپ سے سند حاصل کی سلطان نے شیخ کے تبحر علمی کی بنا پر صدارت کی منصب

عطا فرمائی آپ نے اس خدمت کو ایک عرصہ تک انجام دیا اور امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے یک بیک آپ کو توفیق الٰہی ہوی اور مراکش کے قطب الاقطاب شیخ ابومدین الشعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گوشہ نشین ہوچکے۔

شیخ کے شیوخ طریقت (۱) امام العارفین قطب الاقطاب شیخ ابومدین الشعیب المغربی بلاد مغرب کے مرجع وماوی اور غوث وقت تھے مذہباً مالکی اور ملتاً جنیدی تھے۔ آپ کی خانقاہ اور مدرسہ طالبان حق اور علمار کا مرکز تھا واصفان رقاب میں آپ بھی شامل ہیں صدہا خرق عادات آپ سے صادر ہوئے اور بمقام تلمسان سنہ ۵۹۰ھ میں وفات پائی۔

(۲) دوران قیام مکہ معظمہ میں شیخ نے حافظ جمال الدین ابومحمد یونس بن یحییٰ العباس القصار الهاشمی سے خرقہ قادریہ پہنا او یونس قصار حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفوں سے تھے۔

(۳) موصل میں امام ابوالحسن علی بن عبداللہ بن الجامع سے سنہ ۶۰۱ میں خرقہ خضریہ پہنا امام ابوالحسن کو سیدنا خضر علیہ السلام سے صحبت تھی۔

قال لبست هذه الخرقة من يد ابی الحسن علی الجامع بالمقلی خارج الموصل فی سنة ستمائة واحدی ولبسها ابن جامع عن الخضر علیہ السلام

۴۔ بغداد میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن القاسم بن عبدالرحمٰن التمیمی الفارسی سے بھی خرقہ پہنا۔

۵۔ شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن بن المیمون التوری سے خرقہ اویسیہ پہنا

۶۔ خاص خضر علیہ السلام سے بھی خرقہ پہنا۔ قال رضی اللہ عنہ صحبت انا والخضر علیہ السلام وتادبت به واخذت

عنہ الطریقۃ۔

۷۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر توبہ کی (فتوحات) ۳۴۱ ب۔

۸۔ اور حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی خاص طور پر تربیت فرمائی (فتوحات ۳۶۵ ب)

سیاحت۔ آپ نے ۵۶۸ھ میں اپنے وطن مرسیہ سے اشبیلیہ تشریف فرمایا یہاں ۵۹۷ھ تک رہکر علوم و فنون حاصل کئے پھر حج و زیارت کا قصد فرمایا واپس ہوتے ہوئے بجایا میں ایک سال ٹھیرے رہے اور ۶۰۱ھ میں بغداد تشریف فرما ہوئے اور بارہ دن کی اقامت کے بعد مکہ معظمہ کی راہ لی ۶۰۲ھ میں شہر فاس میں قطب الزماں سے ملاقات فرمائی ۵۹۵ھ میں آپ نے ملک مغرب میں خاتم ولایت محمدیہ سے ملاقات فرمائی اور مغرب سے بغداد تشریف فرمایا پھر قونیہ تشریف فرما ہوئے اور یہاں سے حلب اور دمشق تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک دمشق کے دارالاقامہ برانیہ میں رہکر طالبان حق کی تعلیم فرمائی اسی زمانہ میں مولنا جلال الدین رومی نے بھی آپ سے فیض پایا ہے۔ پھر شیخ رضی اللہ عنہٗ نے مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا اور رہے مکہ معظمہ میں چند سال ٹھیرے رہے حطیم حنابلہ کے پیچھے ساتوں ابدال کو شیخ نے ملاقات فرمائی اور فتوحات مکیہ یہیں تصنیف فرمائی۔ یہاں سے آپ حمص تشریف لائے اور قونیہ میں ٹھیرے رہے پھر یہاں سے بیت المقدس کی سیر کی اور بیت المقدس سے حلب آئے اور دمشق کی اقامت اور سکونت اختیار کرلی۔

عقیدہ فتوحات میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ولقد آمنا باللہ و برسولہ

وماجاء به مجملاً ومفصلاً مما وصل الینا من تفصیله ومالم یصل الینا ولم یثبت عندنا فنحن مومنون بکل ماجاء به فی نفس الامر الخ۔

مذہب علامہ ابن مسدی نے شیخ کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ آپ ظاہری المذہب یعنے اہل حدیث سے تھے مگر عبادات میں امام مالک کے اکثر متبع رہے فتوحات ۳۳۲ میں فرماتے ہیں۔ خدا مجھکو لغو باتون سے محفوظ رکھے اور اہل السنۃ میں شامل فرمائے۔

ایمان اور مشاہدہ اذا کشف اللہ عن بصری وبصیرتی وخیالی فعلمت قدر من اتبعتہ وھو الرسول المبعوث الی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشھدت جمیع الانبیا کلھم من آدم الی محمد علیھم الصلوۃ والتسلیم۔

میں نے کوئی بات ارشاد نبوی کے خلاف اپنے علم یا مشاہدہ کی بنا پر نہیں کہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں تو ایسا کہہ اور ایسا کہہ (فتوحات ۳۶۵ ص)

میں نے دعا کی کہ خداوند تعالی مجھ کو ان چیزوں سے دور رکھے جو اور اس کے مشاہدہ سے باز رکھیں میں اللہ کا ناچیز بندہ ہوں اور میری تمنا ہے کہ سارا عالم اللہ تعالی کی معرفت پر ایک خیال ہو رہے۔

یواقیت اور میزان الشعرانی میں ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے امام محی الدین ابن عربی نے یہ روایت اپنی اسناد سے کی ہے ایاکم والقول فی دین اللہ بالرأی وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنھا ضل۔

ائمہ مجتہدین فتوحات کے باب الوصایا میں فرماتے ہیں:۔ تمام ائمہ مجتہدین پر طعن کرنے سے باز رہو اور یہ کبھی نہ کہو کہ حضرت ائمہ مجتہدین معارف و اسرار سے محجوب تھے جیسا کہ بعض جہال اور بے علم کہتے ہیں کیونکہ ایسے کلمے شان امامت کے نہ پہچاننے سے ان کی زبانوں سے نکلتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین کا قدم علوم غیب میں نہایت راسخ تھا اگرچہ وہ بغلبۂ ظن حکم کرتے تھے ان کا ظن علم الیقین تھا۔ ان میں اور اہل مکاشفہ میں صرف طرز تحقیق کا فرق ہے ائمہ مجتہدین تدوین شرع نبوی کے بوجہ رسولوں کے مرتبہ میں ہیں۔

فتوحات ب ۳۶۹ میں فرماتے ہیں فی نفس الامر ائمہ مجتہدین ہی وارث الانبیاء ہیں کیونکہ اجتہاد کی جہت سے یہ لوگ نبی اور رسول کے مرتبہ میں ہیں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کو ان پر مباح کیا ہے اور ہر نبی جیسے معصوم ہے ویسے ہی ہر مجتہد مصیب ہے اور قیامت کے دن علمائے مجتہدین نبیوں کے صف میں ہوں گے۔

میں نے سیدنا خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ ائمہ اربعہ کا کیا مرتبہ ہے فرمایا کانو من الصدیقین پوچھا امام شافعی کا کونسا مقام تھا فرمایا کان من الاوتاد پھر پوچھا امام احمد کا درجہ کیا تھا فرمایا ابدال سے تھے

شیخ کی عظمت ۱۔ شیخ ابو مدین المغربی نے آپ کو لقب مربی العارفین عطا فرمایا۔

۲۔ علامہ سبط ابن جوزی نے مراۃ الزمان میں لکھا ہے کہ امام محی الدین ابن کو اسم اعظم معلوم تھا اور علم سیمیا کو نزولاً جانتے تھے۔

۳۔ حافظ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ شیخ کو ہمیشہ صوفیا اور اہل اللہ سے ہی صحبت رہی آپ نے کئی مرتبہ حج کیا

اور کئی سال تک مکہ معظمہ میں مقیم رہے

۴۔ امام صفی الدین انصاری نے رسالہ فریدیہ میں لکھا ہے ہمارے شیخ۔ امام۔ عارف۔ وحید العصر محی الدین ابن عربی کو میں نے دیکھا ہے آپ علمائے ربانیین سے تھے اہل اللہ کے سارے طریقوں سے واقف اور علوم کسبیہ و وہبیہ کے جامع تھے آپ کی تصنیفیں لاتعد ولاتحصیٰ ہیں۔ وحدۃ الوجود آپ پر علماً وکشفاً طاری تھا۔ دوران وعظ میں وحدۃ الوجود کے اسرار بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک جماعت علماء کی آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی جنہیں ہمارے استاد علامہ خراز بھی ہیں

۵۔ شیخ محمد الکاشی نے یہ نظم لکھی ہے۔

مولائی محی الدین انت الذی بدت علومك فی الآفاق کالغیث اذ همی

کشفت معانی کل معلم ملتم فوارث بالتحقیق ما کان مبهما

۶۔ حافظ عبد الروف المناوی نے طبقات میں لکھا ہے

کان الامام محی الدین عالماً بالآثار والسنن وعارفاً بالاحوال والمقامات روی عنه جماعة۔

۷۔ امام عبد الوہاب الشعرانی نے نسب الخرقہ میں تحریر کیا ہے ان عارفین میں جن کا یہاں پر ذکر ہوا ہے شیخ کامل محقق المدقق اکابر عارفین سیدی محی الدین ابن عربی سب میں معروف و مشہور تر ہیں جن کی نسبت محققین اولیاء کا اعتراف ہے کہ وہ صاحب مقام اعلیٰ تھے۔

۸۔ نیز شعرانی نے الیواقیت میں فرمایا امام محی الدین کتاب وسنت کے سخت پابند تھے مخالف سنت نبوی سے دور رہتے تھے آپ کا قول تھا جس نے سنت نبوی ایک لحظہ کے لئے چھوڑا وہ ہلاک ہو گیا۔

۹۔ علامہ شیخ صفی ابن منصور نے جواہر المضیئہ میں لکھا ہے۔
کان الشیخ محی الدین اماماً محققاً راس اجلاء العارفین والمقربین صاحب الاشارات الملکوتیہ والنفحات اللاھوتیہ والانفاس الروحانیہ والفتح المونق والکشف المشرق والبصائر الخارقہ والسرائر الصادقہ والحقایق الزاھرۃ وھو احد ارکان ھذا الطریق۔

۱۰۔ حافظ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں یوں لکھا ہے امام الھمام محی الدین محمد بن علی ابو عبداللہ الطائی کان من اعاظم الاولیاء

۱۱۔ امام ابو یوسف الصفدی نے تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے کان شیخ رضی اللہ عنہ من اکابر الاولیاء وخازن الاسرار الربانیہ۔

۱۲۔ حافظ الحدیث امام محی الدین النووی الشافعی نے تہذیب الاسماء میں ارشاد فرمایا تلک امۃ قد خلت۔

۱۳۔ حافظ عماد ابن کثیر نے شذرات میں فرمایا شیخ رضی اللہ عنہ کے علوم دقیق النظری اور فراست تامہ کے بعد منکشف ہوتے ہیں۔

۱۴۔ حافظ الحدیث علامہ تقی ابن تیمیہ نے جو شیخ کے ہم عصر اور سخت مخالف تھے فرمایا "ابن عربی نے رسول عربی پر کبھی جھوٹ نہ کہا ہے۔

۱۵۔ حافظ الحدیث مجد الدین الفیروز آبادی نے الاغتباط بمعالجۃ ابن الخیاط میں لکھا ہے۔ فانہ محی

رسوم المعارف کما انہ شیخ الطریقۃ علماً وحالاً و عمدۃ اھل التحقیق اسماً و رسماً وکان عمیم البرکۃ مجاب الدعوۃ تکاد دعوتہ تخترق السبع الطباق وھو صاحب الولایۃ القصوی وحائز مرتبہ الصدیقۃ الکبری وکان بحرا لا ساحل لہٗ۔

۱۶۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے اپنے فتاوی میں بجواب حافظ شمس الدین السخاوی کے لکھا ہے وقد نص علٰے ولایۃ ابن عربی جماعۃ علماء عارفون واللہ واللہ ما کتب رضی اللہ عنہ الا ما علم ولا علم الا ما شھد من صور المعلومات علی ما ھو علیہ۔

۱۷۔ حافظ الحدیث امام سبکی نے فرمایا وکان رضی اللہ عنہ اٰیۃ من ایات اللہ۔

۱۸۔ حافظ الحدیث شیخ الشیوخ الطریقۃ شہاب ابن عمر السہروردی نے فرمایا وھی بحر الحقایق لا نہایۃ لہٗ

۱۹۔ حافظ الحدیث ابو عبداللہ الذہبی نے میزان الاعتدال میں فرمایا انہٗ کان عالما با الاثار والسنن قوی المشارکۃ فی العلوم و قولی انا فیہ انہٗ یجوز ان یکون من اولیاء اللہ الذین اجتذبھم الحق الی جنابہ عند الموت وختمہ بالحسنیٰ۔ (میزان ج ۲ صفحہ ۳۳۲)

۲۰۔ حافظ الحدیث علامہ ابن حجر الھیتمی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے۔ وھو امام العارفین الخ

۲۱ حافظ جلال الدین السیوطی نے براۃ ابن عربی عن طعن الغبی میں تحریر کیا ہے۔ انہ مربی العارفین ومروح التزلات والامداد والف الوجود وعین الشہود وماء المشہود النّاجم المناہج النبی العربی قدس اللہ سرہ واعلیٰ فی الوجود ذکرہ

۲۲ قال الحافظ الحدیث شیخ الاسلام سراج الدین المخزومی فی کشف الغطاء کان الشیخ محی الدین استاذ المحققین

۲۳۔ حافظ الحدیث شیخ سراج البلقینی نے فرمایا۔ لمّا خاض رضی اللہ عنہ فی بحار المعرفۃ وتحقیق الحقایق عبر فی اواخر عمرہٖ فی الفصوص والفتوحات والتنزلات الموصلۃ

۲۴۔ حافظ الحدیث عبد الغنی النابلسی نے رسالہ رد المتین علی منتقد العارف باللہ محی الدین میں فرمایا وھو امام العارفین۔

۲۵۔ حافظ الحدیث وامام التفسیر امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کان الشیخ محی الدین ولیًّا عظیمًا۔

۲۶۔ حافظ الحدیث امام اسعد الیافعی نے آپ کا ذکر عرفان ولایت سے کیا ہے اور آپ کو سلطان العارفین کا لقب دیا ہے۔

۲۷۔ شیخ صدر القونوی نے فرمایا کان الشیخ محی الدین عالما بعلم الاعیان الثابتۃ

۲۸۔ شیخ صلاح الدین حفصکی نے کہا من اراد ان ینظر الی کلام اھل اللہ فلینظر الی کلام محی الدین۔

۲۹۔ سلطان العلماء عز الدین عبد السلام نے کہا کہ بعض لوگ بیچارہ غریب کم سمجھ ملاؤں نے شیخ محی الدین کا انکار کیا ہے۔

۳۰۔ شیخ سعد الدین الحموی نے فرمایا رأیت الشیخ محی الدین فوجدته بحراً ذخاراً۔

۳۱۔ علامہ ابن حجر المکی نے اپنی تصنیف المنح الملکیہ میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین عارف محقق مجتہدِ وقت اور علامہ ابن الفارض ان لوگوں سے نہیں ہیں۔ یہ دونوں بزرگوار اور ان کے پیرو حق پر ہیں۔

۳۲۔ علامۃ العمانی الاندلسی نے جلاء المعین میں لکھا ہے خدا تعالیٰ ہمیں شیخ کے کلام سے مستفید فرمائے۔

۳۳۔ قطب الدین شیرازی نے فرمایا امام ابن عربی شریعت اور طریقت کے امام ہیں۔

۳۴۔ شیخ سراج الدین المخزومی نے کشف الغطاء کے ایک اور مقام میں فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی زاہد عالم اور اخلاق ربانی سے آراستہ تھے اہل السنتہ کے امام اور حدیث کے حافظ تھے۔

۳۵۔ امام مجد الدین الفیروز آبادی نے ایک اور جگہ فرمایا کان الشیخ محے الدین شیخ الطریقۃ حالاً وعلماً وامام التحقیق حقیقۃً ورسماً ومحے علوم العارفین فعلاً واسماً۔

۳۶۔ امام ربانی نے مکتوب ۲۱۷ جلد اول میں فرماتے ہیں و آنکہ مسئلہ وحدۃ الوجود را مبوب ساختہ و در رنگ صرف و نحو تدوین کردہ محی الدین است۔

۳۷۔ اگرچہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سے اپنے اصول کی

وجہ سے مختلف فیہ تھے مگر پھر بھی مکتوبات ۹، جلد سوم میں تحریر کیا ہے۔ امام العلام ابن عربی حجۃ الاولین اور برہان المتاخرین ہیں آپ ہی ہیں جنہوں نے عرفان کا سنگ بنیادی رکھا۔ اسرار وحقائق کی تدوین کی توحید کے سخن کھے عالم اور حق کی نسبت کا انکشاف فرمایا۔ اگلوں نے حجروں اور خانقاہوں میں اشارۃً اور کنایۃً جو کہا اس کو آپ نے علیٰ رؤس الاشہاد ممبر پر بیان کیا ہم متاخرین آپ ہی کے خوشہ چین ہیں۔ جزاہ اللہ سبحانہٗ عنا خیر الجزاء

شیخ کی ولایت

۱حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سیکون ولیًا مقربًا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ حافظ فیروزآبادی نے کہا۔ کان فی الصدیقۃ الکبریٰ۔

۳۔ امام ابو مدین المغربی نے کہا۔ وھو سلطان العارفین۔

۴۔ شیخ الشہاب الدین سہروردی نے فرمایا وھو بحر الحقایق لانہایۃ لہٗ۔

۵۔ شیخ نجم الدین الکبریٰ نے فرمایا۔ وھو من الاقطاب المدار

۶۔ ابو الحسن الشاذنی نے فرمایا۔ وھو قطب الاکبر۔

۷۔ امام عزالدین بن عبدالسلام جو شیخ کے مخالف تھے کہتے تھے۔ ھذا الزندیق قطب وقتنا۔

۸۔ شیخ صفی نے آپ کو۔ راس اجلاء العارفین کہا۔

۹۔ حافظ عماد ابن کثیر نے کہا۔ کان من اکابر الاولیاء اکرم

۱۰۔ امام فخر الدین رازی نے کہا۔ کان ولیًا عظیمًا۔

۱۱۔ سیوطی نے کہا۔ کان مربی العارفین۔

۱۲۔ علاء الدولہ سمنانی نے باوجود مخالفت کے آپ کی نسبت ایہا الصدیق۔ ایہا المقرب۔ ایہا الولی العارف۔ لکھا۔

خضر علیہ السلام اور شیخ

۱۔ امام یافعی نے ارشاد میں لکھا ہے کہ مراکش (مغرب) میں بحر قلزم کے کنارہ پر ایک ویران مسجد تھی جہاں ابدال جمع ہوا کرتے تھے ایک دن شیخ رضی اللہ عنہ اپنے ایک دوست کے ساتھ یہاں آئے اور دیکھا ایک مقدس بزرگ زمین سے چار گز اونچے ہو کر ہوا میں مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھ رہے ہیں شیخ اور ان کے ہمراہی اس مصلے کے نیچے کھڑے ہوگئے بعد نماز کے اس بزرگ نے فرمایا میں ابو العباس خضر ہوں یہ خرق عادت تیرے ہمراہی کے قائل کرنے کے لئے تھی۔

۲۔ صحبت انا و الخضر علیہ السلام غیر مرۃ و تادبت بہ و اخذت عنہ الطریقۃ الخ

۳۔ فتوحات ۹۲ میں فرماتے ہیں مجھ سے خود خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مقام صدیقیت سے اوپر اور نبوۃ سے نیچے ہے اور اسکا نام فروتت ہے۔

۴۔ میں نے خضر علیہ السلام سے ایمہ مجتہدین کا حال پوچھا فرمایا۔ کانو من الصدیقین۔

—(۰)—

شیخ اور اقطاب

فرمایا میں نے قطب المتوکلین عبداللہ ابن الاستاد سے اندلس کے شہر میں ملا۔ اور عرصہ تک اون کی صحبت میں رہا فرمایا میں نے قطب الزمان سے شہر فاس میں ملاقات کی وہ مسلول الید تھے میں نے ان سے سر مجلس قطبیت کے متعلق سوالات کئے فرمایا میں نے مکہ معظمہ میں بمقام حطیم ساتوں بدالوں سے ملاقات کی وہ سب اس وقت رکوع میں تھے بعد سلام کے میں نے السلام علیک کہا انہوں نے جواب دیا پھر میں نے ان سے بہت سی باتیں کیں۔

فرمایا میرے ہمسایہ ایک متقی ہیزم فروش تھے انہوں نے اپنے مکان میں ایک سانپ مار ڈالا۔ یہ جن تھا پھر اس ہیزم فروش کو جنات اٹھالے گئے اس کے اہل نے مجھ سے کہا میں نے جنوں کو طلب کیا ایک نے کہا اس نے میرے چچازاد بھائی کو مار ڈالا ہے ایک جن نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے من تصور فی غیر صورتہ فقتل فیہ ولا قود میں نے کہا آپ کون ہو اس نے کہا میں نصیبین کا جن ہوں الحمد للہ مجھے حدیث بیک واسطہ ملی۔

شیخ کے تصانیف

آپ کی سیر و سیاحت اور آپ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ لانبا ہے

جہاں جہاں آپ کا گزر ہوا وہاں پر ان کی تصنیفیں ہوا کرتی تھیں۔ حافظ مجد الدین فیروز آبادی نے اغتباط میں آپ کی تصنیفوں کی گنتی چار سو سے اونچی بتائی ہے۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے خود سلطان ملک الظاہر کو اپنی تصنیفوں کی اجازت دیتے ہوئے چار سو کی گنتی لگائی ہے (الیواقیت حصہ اول صفحہ ۸) نیز خود حضرت شیخ نے بعض احباب کے اصرار پر اپنی تصنیفوں کی ایک فہرست مرتب فرمائی جس کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"میری غرض ان تصنیفوں سے اور مصنفین کی غرض کی سی نہیں ہے حضرت حق سے مجھ پر ایسا امر وارد ہوتا تھا جس کو اگر بیان نہ کیا ہوتا تو جلکر راکھ ہو رہتا اور بعض مرتبہ تو خود حق سبحانہ نے اور ہمارے خیر الرسل نے مکاشفہ اور مشاہدہ میں مجھے تصنیف و تالیف کا امر فرمایا ہے"

تفسیر

۱۔ تفسیر الصغیر جو عموماً دستیاب ہے۔

۲۔ تفسیر الکبیر ۹۵ جلدوں میں نصف القرآن یعنے و علمناہ من لدنا علماً تک کی ہے یہ مصر میں آج کل شائع ہو گئی ہے۔

۳۔ تفسیر سورۃ الفاتحہ المسمیٰ بالفضل المفید۔

۴۔ الرُّمز فی حروف اوائل السُّور۔

۵۔ اشارات القرآن فی علم الانسان۔
۶۔ الجمع والتفصیل فی الاسرار التنزیل۔
تفسیر کبیر کی نسبت صاحب کشف الظنون نے تحریر کیا ہے
"عارف کامل عالم متبحر امام محی الدین حافظ الحدیث محمد بن علی العربی المتوفی ۶۳۸ھ نے نصف القرآن کی بے مثل تفسیر سورۃ البقرہ سے سورۃ الکہف کی آیۃ وعلمناہ تک صوفیانہ رنگ اور عارفانہ انداز سے فرمائی ہے اس تفسیر میں بڑے بڑے علما حیران ہیں"

حدیث

۱۔ مشکوۃ الانوار فیما یروی عن اللہ من الاخبار
مکہ معظمہ میں تالیف فرمائی وجہ تالیف کو یوں لکھا ہے کہ ۵۹۹ھ میں جب مکہ معظمہ میں مقیم تھا اپنے شیوخ حدیث سے فضائل اربعین سنے میں نے بھی اربعین کے جمع کرنے کا تہیہ شروع کیا اور ہر حدیث کی سند کا منتہی حضور حق سبحانہ کو گردانا پھر اور چالیس احادیث بتوسط حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تک مسند کئے اس میں اور اکیس حدیثیں اضافہ کیں جن سے کل حدیثیں ایکسو ایک ہو گئیں" مختلف تصانیف شیخ رضی اللہ عنہ کے استقصار سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ نے اپنے استاد سے تین ہزار حدیثیں روایت کی ہیں صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ شیخ نے ۵۹۹ھ میں انہیں جمع کئے پھر مسلم و بخاری کی کثیر حدیثیں منتخب کر کے شامل کریں اس کی شرح امام شرف الدین یحیٰی

النواوی نے کی ہے۔

جب علماء ظاہریہ نے اس پر بعض اعتراض کئے تو شیخ نے ان کے جواب دیئے جس پر علما بگڑ بیٹھے چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں۔ "جب میں نے بعض ان حدیثوں کی جو ان کے نظریہ میں ضعیف تھیں توثیق کی تو ہمارے ہمعصر علماؤں سے بعضوں نے میری تکفیر کر دی مگر انہیں میں معذور جانتا ہوں (فتوحات ۳ب)

۲۔ کتاب المصباح فی الجمع بین الصحاح اس میں صحاح کی ساری صحیح حدیثوں کو منتخب کر کے اکٹھا کر دیا ہے۔

۳۔ کتاب الاحتفال فیما کان علیہ صلے اللہ علیہ وسلم من سنی الاحوال اس میں حضور سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے روزمرہ عادات خصائل بیان کئے ہیں۔

۴۔ کتاب المحکم فی المواعظ والحکم و اداب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

۵۔ سنن الابرار من الادعیۃ والاذکار فیما روی عن النبی المختار

۶۔ شرح حلیۃ ابی نعیم الاصفہانی۔

عقائد

۱۔ المعلوم من عقائد علماء الرسوم۔

۲۔ المومن والمسلم والمحسن۔

فقہ

۱۔ الحکم والشریعۃ الصحیحہ (۲) کتاب الرغبۃ والرھبۃ

(۳)۔ کتاب جامع الاحکام فی الحلال والحرام (۴) مختصر المحالی فی فروع الشافعیة۔ (۵) کتاب العبادة۔

تاریخ وسیر

۱۔ تذکرة الخواص۔ (۲) روضة العاشقین۔ (۳) حلیة الابدال۔ (۴) اختصار سیرته صلے اللہ علیہ وسلم (۵) نتائج الافکار فی المقربین والابرار۔ (۶) مواقع النجوم ومطالع اهل الاسرار والعلوم۔ (۷) محاضرة الابرار ومسامرات الاخیار۔ (۸) المنتخب فی ماثر العرب (۹) الفتوحات المصریه۔

مواعظ

۱۔ مایعول علیه فی طریق اللہ تعالیٰ۔ (۲) نتایج الاذکار فی المقربین والابرار۔ (۳)۔ الاعلاق فی مکارم الاخلاق۔ (۴) کیمیائے السعادة لاهل الارادة۔ (۵) المحجة البیضاء بحدیث صفة مکه۔ (۶) مواعظ الحسنه۔ (۷) شفاء العلیل وبرد الغلیل فی ایضاح السبیل۔

کلام

۱۔ المثلثات الواردة۔ (۲)۔ السبعیات الواردة۔ (۳) الامام المبین لما لایدخله ریب وتخمین۔ (۴)۔ الاجوبه عن المسائل المنصوریه۔

جغرافیہ

۱۔ النجم والشجر۔ (۲) الحرکۃ۔ (۳) الفلک والسماء۔ (۴) تنزل الاملاک فی حرکات الافلاک۔ (۵)۔ انشاء الجداول والدوائر

اوراد وظائف

۱۔ صلوۃ الکبریٰ۔ (۲) صلوۃ الوسطیٰ۔ (۳) صلوۃ الصغریٰ۔ (۴)۔ اوراد الاسبوعہ۔

ادب

شیخ رضی اللہ عنہ حماسہ ومتنبی نہ تھے نہ تھے ابونواس یا اس کے ہمعصروں سے کم بھی نہ تھے آپ کے شعر نمکین پر ذوق اور معنیٰ خیز ہیں فطرت کی جھلک ہر شعر سے نمایاں ہوتی ہے آپ کا دیوان للمعارف الالھیۃ واللطائف الربانیۃ مشہور ہے۔ حافظ ابن نجار نے تحریر کیا ہے میں نے شیخ کا کلام سفر دمشق کے دوران میں خود شیخ رضی اللہ عنہ سے سنکر لکھ رکھا ہے نیز آپ کے بہت سارے شعر حافظ عبداللہ الدینی نے جمع کئے ہیں۔ ابن نجار کہتے ہیں میرے لئے شیخ نے یہ اشعار نظم کئے ہیں۔

یا حائرا بین علم وشھوۃ	لیتصلا بین الضدین من وصل
ومن لم یکن یستنشق الریح لم یکن	یری الفضل للمسک الفتیق علی الزبل
بین الذال والدال نقطۃ	فیھا یتیہ العالم النحریر
ھی نقطۃ الاکوان ان جاوزتھا	کنت الحکیم وعلمک الاکسیر

یادرۃ بیضاء لاھوتیہ قد رکبت صدفا من الناسوت
جھل البسط قدرھا لشقائھم وتنافسو فی الدرر والیاقوت

اقضی القضات علامہ شمس الدین احمد الشافعی کا بیان ہے کہ شیخ نے مجھ سے فرمایا بعض علمائے ظاہر کو میں نے خواب میں دیکھا انہوں نے میری اور میرے اہل وعیال کی خیریت پرسی فرمائی میں نے خواب ہی میں یہ جواب دیا تھا

اذا رأت اھل البیت الکیس ممتلا تبسمت ودنت منی تمازحنی
وان رأتہ خلیا من دراھم تجھمت وانثنت عنی تقابحنی

بعض ثقات کا بیان ہے کہ قولنج کے مریض کی ہتیلی پر شیخ رضی اللہ عنہ کے یہ دو بیت لکھیں اور مریض کو کہے کہ ان شعروں پر نظر جمائے رکھے انشاءاللہ شفا ہوگی۔

قلبی قطبی وقالبی اجفانی سری خضری وعینی عرفانی
روحی ھارون وکلیمی موسیٰ نفسی فرعون والھوی ھامانی

اشعار ذیل عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھے ہیں۔

شوقی الیک شدیدا الی الحد یا حبذا المسجد من مسجد
وحبذا الطیبۃ من بلدۃ فیھا ضریح المصطفی احمد
صلی علیہ اللہ من سید لولاہ لم نفلح ولم نھتد
قد قرن اللہ بہ ذکرہ فی کل یوم فاعتبر ترشد
عشر خفیات وعشرا ذا اعلن باالتاذین فی المسجد
فھذہ مقرونتہ عشرون بافضل الذکر الی الموعد

شیخ ہی خاتم ہیں

وله

اناختم الولاية دون شك — بورث الهاشمی مع المسیح
ولما اتانی الحق لیلا مبشرا — بانی ختام الامر فی غرة الشهر
وقال لمن قدکان فی الوقت حاضرا — من الملاء الاعلیٰ ومن عالم الامر
وانا وارث لاشك علم محمد — وقد نلته فی السر منی والجهر
وانی لختم الانبیاء محمد — ختام اختصاص فی البداوة والحضر
الا فانظر وفیه فان علامتی — علیٰ ختمه فی موضع الفرخ بالظهر

تخلیق عالم میں شعر فرماتے ہیں۔

یا خالق الاشیاء فی نفسه — انت لما تخلقه جامع
تخلق ما لا ینتهی کونه — فیك فانت الضیق الواسع

حمد میں فرمایا۔

فیحمدنی واحمده — ویعبدنی واعبده
ففی حال اقربه — وفی الاعیان اجحده

بندہ کی نسبت فرمایا۔

فکن عبد رب ولا تکن رب عبده — فتذهب بالتعلیق فی النار والسبك

مسلک عارف کیا ہونا چاہئے۔

فلا تنظر الی الحق — وتعریه عن الخلق
ولا تنظر الی الخلق — وتکسوه سوی الحق
ونزهه وشبهه — وقم فی مقعد الصدق

فنا و بقا میں فرمایا

فلا تفنی ولا تبقی — ولا تفنی ولا تبقی

عالم کی نسبت فرمایا۔

انما الکون خیال وهو الحق فی الحقیقته
کل من یفهم هذا جاز اسرار الطریقه

احدیت مطلقہ کی طرف ارشاد فرمایا۔

اذا دان لک الخلق فقد دان لک الحقّ
وان دان لک الحقّ فقد لا یتبع الخلق
فحقق قولنا فیه فقولی کله حق
فما فی الکون موجود تراه ماله نطق
وما خلق تراه العین الا عینه حق
ولکن مودع فیه لهذا صوره حق

نیز ارشاد فرمایا۔

فهو الکون کله وهو الواحد الذی
قام کونی بکونه ولذا قلت یغتذی
فوجودی غذاؤه وبه نحن نحتذی
فیه منه ان نصرت بوجه تعوّذی

قرب میں فرمایا۔

فلا تنظر العین الا الیه ولا یقع الحکم الا علیه
فنحن له وبه فی یدیه وفی کل حال فانا لدیه

نیز ارشاد فرمایا۔

فلولاه ولولانا لما کان الذی کانا
فانا اعبد حقا وان الله مولانا

وانا عینہ فنا علم ۔ اذا ما قلت انسانا

حقایق

فن حقائق تو آپ ہی کا حصہ ہے بلکہ تدوین حقائق کی اولیت کا سہرا آپ ہی کے سر ہے شیخ رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو دنیا سے علوم و اسرار الہی خوف تھا کہ مفقود ہو رہتے آپ کے معتقدین تو معتقدین آپ کے اصول کے مخالف بھی اسی اولیت کا تاج آپ کے فرق مبارک کے شایاں تصور کرتے ہیں تصوف اگر قالب ہے تو شیخ اس کی جان ہیں۔ حقائق کو اگر جان کہیں تو شیخ کو جان جاناں کہنا بیجا نہ ہوگا حضرات قادریہ کے اساطین مثل ابو الحسن شاذلی ۔ اور حضرات چشتیہ سے حضور محبوب رح الٰہی حضرات نقشبندیہ سے خود خواجہ بزرگ اور خواجہ محمد پارسا رح اور سہروردیہ سے خود امام الطریقہ شہاب الدین رح سہروردی اور نجم الدین رح کبریٰ اور مولانا جلال رح الرومی وغیرہم نے شیخ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ امر تسلیم کر لیا ہے کہ شیخ کے مبلغ علم کو کسی نے نہ پہونچا۔ واللہ آپ مربی العارفین اور قائد المحققین اور امام الصوفیۃ الواصلین ہیں رحمۃ اللہ علیہ واسعۃً ہمارا جہاں تک علم ہے شیخ نے کتب ذیل اس فن شریف میں لکھے ہیں۔

۱ ۔ ملا ابد للمرید منہ	۶ الفتوحات المکیۃ ۔
۲ : جلاء القلوب	۷ المیزان فی حقیقۃ الانسان
۳ ۔ الفتوحات الموصیلۃ	۸ الاسراء فی مقام الاسراء
۴ الفتوحات المصریۃ	۹ الجلال والکمال ۔
۵ الفتوحات المدینہ	۱۰ عنقاء المغرب ۔

۵۳ نقش الفصوص
۵۴ الشواهد
۵۵ الکشف الکلی
۵۶ روح القدس
۵۷ شجرة الکون
۵۸ الحال والمقام
۵۹ التجرید والتفرید
۶۰ المحو والاثبات
۶۱ الصحو والسکر
۶۲ الغیبة والحضور
۶۳ الفناء والبقاء
۶۴ الدرة البیضاء
۶۵ الانسان الکامل
۶۶ الغواص
۶۷ الامام المبین
۶۸ التحقیق فی سر ابی بکر الصدیق
۶۹ شرح الاسماء
۷۰ اللوامع والطوالع
۷۱ الطالب والمجذوب
۷۲ الحق والمخلوق
۷۳ النور
۷۴ الختم والطبع
۷۵ القشر واللبّ
۷۶ الخواطر
۷۷ روح القیاس
۷۸ الغوثیه
۷۹ الکبریت الاحمر
۸۰ النجم والشجر
۸۱ الاسماء
۸۲ الحرکة
۸۳ الخیال
۸۴ کتاب الارواح
۸۵ الاعراب
۸۶ المعراج
۸۷ الملک
۸۸ الجسم
۸۹ المعرفة
۹۰ الحق
۹۱ مفاتیح الغیب
۹۲ المشیئة
۹۳ الوجود
۹۴ الحمد

فتوحات و فصوص

شیخ کی عظمت علوئے مرتبت اور شہرت الفتوحات المکیۃ فی معرفۃ الاسرار المالکیہ اور الفصوص الحکم ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جنکی نقل کروانے میں لوگوں نے اشرفیاں خرچ کیں یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مطالعہ سے صدہا بزرگواروں نے مراتب قرب حاصل کئے یہ کتابیں سرمۂ چشم عارفان اور سویدائے قلوب واصلان ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جن کا مطالعہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین السہروردی اور نجم الدین الکبریٰ خواجہ خواجگان بہاء الحق والدین محمد البخاری حضرت خواجہ محمد پارسا خلیفہ خواجہ بزرگ اور آپ کے فرزند ابو النصر پارسا شیخ محمد مغربی الشاذلی شیخ صدر الدین القونیوی مولانا جلال الدین رومی رحمہم اللہ نے فرمایا تھا حضرت خواجہ محمد پارسا خلیفہ حضرت نقشبند فرمایا کرتے تھے جان معارف فصوص الحکم ہے دل معارف فتوحات ہے اور خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں شیخ کو قال بعض الکبراء العارفین کے حلیہ سے خطاب فرمایا کرتے ہیں۔

فتوحات کو جناب شیخ نے دوران طواف کعبۃ اللہ اپنے مرید خاص الشیخ عبد اللہ بدر الحبشی الیمنی کے لئے تحریر کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ فقیدت لہ ھٰذہ الرسالہ الیتیمۃ التی اوجدھا الحق لاعراض الجہل تمیمہ۔ لکل صاحب صفی و محقق صوفی ولجیبنا

الولی واخینا الذکی وولدنا المرضی عبد اللہ بدر الحبشی الیمنی معتق ابی الغنائم ابن ابی الفتوح الحرانی وسمیتہا رسالة الفتوحات المکیة فی معرفة الاسرار المالکیة اذ کان الاغلب فیما اودعت ھذہ الرسالة ما فتح اللہ بہ علیّ عند طوافی ببیتہ المکرم او قعودی مراقباً لہ بحرمہ الشریف المعظم الخ۔

اس کتاب کے جملہ پانچسو ساٹھ باب ہیں اس کا پہلا باب معرفۃ روح میں ہے اس کا آخرین باب وصیت حکمت شریعت میں ہے۔امام ربانی فصوص وفتوحات کی نسبت تحریر کرتے ہیں بالجملہ معارف اولیا فتوحات و فصوص (ج المکتوب ۶۰ ۲)

امام مجد الدین حافظ الحدیث یعقوب الفیروز آبادی اغتباط میں تحریر کرتے ہیں شیخ سے لوگوں نے یہ کتابیں پڑھی ہیں ائمہ حدیث میں حافظ بزرلی اور صوفیوں میں شیخ صدر الدین القونیوی اور مولانا جلال الدین رومی نے شیخ سے خود فصوص الحکم پڑھی ہیں میں نے خود قونیہ کے شہر میں ایک فتوحات کا نسخہ ایسا دیکھا جس پر شیخ کے ہاتھ سے لکھا ہوا اجازت نامہ تھا اور نیز میں نے شیخ کے دست خاص کا لکھا ہوا وہ اجازت نامہ بھی دیکھا ہے جو اپنے تلمیذ ملک الظاھر الایوبی والیٔ حلب کے نام لکھا تھا اس میں شیخ نے اپنے مصنفات کا ذکر کیا ہے میں نے جو گنتی لگائی تو جملہ ۰۰ ۴ کتابیں تھیں۔

شیخ کے تصانیف نہ صرف مشرق میں رواج پائے اور مشہور ہوئے بلکہ مغرب میں بھی انکا شہرہ رہا چنانچہ الفتوحات کا پہلا یوروپی ترجمہ اسپینی زبان میں کارلومانٹ نے ۱۹۲۴ء میں کیا اور یہ کتاب

جامع قرطبہ میں آج بھی ہے۔
اس کا دوسرا ترجمہ فرانسیسی میں کونٹ مارش نے ۱۸۲۷ء میں کیا اور ایک انگریزی ترجمہ اس کا ہو رہا ہے۔ فصوص آپ کی آخرین تصنیف ہے۔ اس کو آپ نے باتباع فرمان رسالت پناہی دمشق میں بسال ۶۲۷ھ تحریر کیا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ اریتھا فی العشر الاخر من محرم سنتہ سبع وعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دمشق و بیدہ علیہ الصلوۃ والسلام کتاب فقال لی ھذا الکتاب فصوص الحکم خذہ واخرج بہ الی الناس ینتفعون بہ فقلت السمع والطاعۃ للہ ولرسولہ واولی الامر منا کما امرنا بہ فحققت الامنیۃ واخلصت النیۃ لابراز ھذا الکتاب کما حدہ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر زیادۃ ونقصان۔

شیخ الاسلام اقضی القضاۃ مجد الدین حافظ الحدیث محمد بن یعقوب الشیرازی الفیروزآبادی نے اپنی تصنیف اعتباط میں جو شیخ کے ایک منکر رضی الدین ابو بکر محمد بن خیاط الشافعی کے جواب میں لکھی ہے بیان فرماتے ہیں کہ حافظ الشام نقاد الحدیث علامہ شمس الدین الذہبی سے کسی نے پوچھا آیا شیخ محی الدین نے فصوص الحکم بایمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے امام صاحب نے جواب میں لکھا مجھے اس کا گمان تک نہیں ہوتا کہ امام محی الدین نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہو

علامہ تقی الدین حافظ ابن تیمیہ جو شیخ کے سخت مخالف تھے فرماتے تھے ما کذب ابن عربی علی النبی العربی۔

شارحین فصوص

کتاب کی بلند مرتبت بعض وقت کثرت شروح سے بھی معلوم ہوتی ہے فصوص الحکم کی شرح کوئی چالیس ہوئی ہیں فمنهم۔

صدر الدین القونیوی سنہ ۶۷۲ھ۔ ابن جماعہ سنہ ۷۶۵ھ موئد الدین الجندی سنہ ۷۰۰ھ۔ عفیف التلمسانی سنہ ۶۹۰ھ سعد الدین الفرغانی سنہ ۷۰۰ھ۔ کمال الدین قاشانی سنہ ۷۳۰ھ کمال الدین زملکانی سنہ ۷۲۷ھ۔ ضیاء الدین علی الاصفہانی سنہ ۷۳۵ھ۔ داود القیصری سنہ ۷۵۱ھ خواجہ پارسا سنہ ۸۲۲ھ السید علی الہمدانی سنہ ۷۸۶ھ۔ مولانا جامی سنہ ۸۹۸ھ قطب الدین ازنیقی سنہ ۸۸۵ھ وجماعتہ۔

حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت

قولہ تعالیٰ۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔

فالعین ما ادرکت الا الصورۃ المحمدیۃ التی ثبت لها الرمی فی الحس وهی التی نفی اللہ الرمی عنها اولاً ثم اثبت لها وسطا ثم عاد بالاستدراک ان اللہ هو الرامی

فی صورۃ محمدیۃ ولا بد من الایمان بہذا فانظر الی ہذا الموثر حتی نزل الحق فی صورۃ محمدیۃ واخبر الحق نفسہ عبادہ بذلك (فص الیاسی) انھوں نے وہاں پر صورت محمدی ہی دیکھی جو رامی تھے اور اس کی خدا نے پہلے تو نفی فرما دی پھر اس کو بطور آلہ کے ثابت کرتے ہوئے استدراگا پھینکنے والا اس صورت محمدیہ میں خود آپ اپنے کو ثابت فرما دیا اور اس پر ایمان لانا ضروریات سے ہے۔ اے طالب دیکھ تو سہی کہ حق سبحانہ صورت محمدی میں کیسے تنزل فرمایا اور خود ہی اس صورت میں نزول فرمانے کی اپنے بندوں کو خبر دی ہے

آفرینش عالم

علامہ ابن عربی کے نظریہ میں عالم کو پیدا ہوئے ایک مدت گزر چکی ہے اور عالم نے عرصہ کے بعد موجودہ ہیئات اختیار کی ہے قبل ہمارے جد اقرب آدم علیہ السلام کے دنیا موجود تھی چنانچہ فرماتے ہیں۔

عالم کی عمر کروڑوں سال کی ہے جب اس عالم کی عمر سے ستر ہزار سال گزر چکے تو حضرت حق سبحانہ نے موالید ثلثہ پیدا کئے اور جب یہ پیدا ہو چکے اور چون ہزار سال گذر چکے تو اللہ پاک نے ہماری دنیا پیدا کی۔ جب دنیا پر ترسٹھ ہزار سال گذرے تو اللہ نے جنت اور نار پیدا کئے۔ پس دنیا اور آخرت میں نو ہزار سال کا تفاوت ہے۔ اسی واسطے اس کا نام آخرت ہوا۔ کیونکہ وہ پیچھے ہے اور دنیا کا نام اولیٰ ہوا۔ کیونکہ وہ اول ہے۔ آخرت کی کوئی انتہا نہیں ہے جہاں وہ ٹھیرے بلکہ

اس کو بقائے ابدی ہے۔ جب دنیا کی عمر سے ستر ہزار اور آخرت کی عمر سے آٹھ ہزار سال گزر چکے تو اللہ پاک نے آدم کی مٹی کی خمیر کی اور اس سے تری و خشکی کے جانور اور طیور پیدا کئے اور اس کے عفونیات سے حشرات الارض پیدا کئے (فتوحات ب)

اب تک مجھے نہیں معلوم ہوا کہ کسی نے خلق عالم کی ابتدائی حد جانی ہو اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اکثر ستارے فلک الاطلس میں ہیں جس میں کواکب ثابتہ نہیں اور انسان کی عمران کی حرکت کو پہچان سکتی نہیں وہ اگرچہ دیکھنے میں ثابت ہیں۔ مگر فی نفس الامر حرکۃ البطیئۃ سے فضا رہیں متحرک اور سیار ہیں اس کا ہر ستارہ فلک الاقصیٰ کے ایک درجہ کو ایک سو سال میں پورا کرتا ہے پھر جس درجہ سے اس ستارہ کی سیر شروع ہوئی وہاں تک مراجعت کرنے میں جتنے سال ہیں۔ وہی انکا ایک دن ہوتا ہے اب تم حساب کر لو کہ اس فلک میں تین سو ساٹھ درجے ہیں اور ہر درجہ ایک ستارہ سو سال میں طے کرتا ہے (فتوحات ۲۶)

منارہ مصر کا اس وقت بنا ہے جس وقت ستارہ نسر برج ا... میں تھا اور بعض نسخوں میں ہے کہ وہ برج حمل میں تھا وہ ستارہ آج یعنے ۶۲۷ھ میں برج جدی میں ہے تم حساب کر کے منارۂ اھرام المصریہ کی تاریخ نکال لو تم کو معلوم ہوگا کہ یہ منارہ کس نے بنایا کب بنا اور اس کے بنانے والے انسان تھے یا کون تھے (فتوحات ۳۹)

میں نے دوران طواف کعبہ میں چند شخصوں کو دیکھا جو یہ شعر پڑھتے تھے۔

لقد طفنا کما طفتم سنینا ۔۔۔ بھذا البیت طرا اجمعینا

پھر میں نے ایک سے دریافت کیا آپ کون ہو انہوں نے کہا میں تمہارا جد اول ہوں مجھے مرکر چالیس ہزار سال ہو چکے ہیں میں نے کہا ہمارے جد آدم علیہ السلام سے تو اتنا زمانہ نہیں گزرا فرمایا تم کس آدم کو پوچھتے ہو قریب کے آدم کو یا کسی اور آدم کو پھر میں نے اس حدیث کو یاد کیا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع ہے۔ ان اللہ تعالیٰ خلق مائتی الف آدم اللہ تعالیٰ نے دو لاکھ آدم پیدا کئے میں نے دل میں سمجھا شائد یہ انھیں دو لاکھ آدم سے ایک ہیں۔

لم یعلمنا ان احداً عرف مدۃ خلق العالم علی التحدید

لم یزل الحق خالقا ولا یزال دنیا و آخرۃ۔

من اشراط الساعۃ وجود ابیکم آدم الاقرب علیہ السلام

قد اکمل اللہ تعالیٰ خلق المولدات من الجمادات والنباتات والحیوانات عند انتہاء احد و سبعین الف سنتہ من خلق العالم الطبیعی (فتوحات ۳۹۰ ب)۔

شائد سادہ ذہن بزرگوار اس سے یہ تصور کر لیں کہ شیخ قدامت عالم کے قائل تھے۔ نہیں وہ حدوث کے سخت معتقد تھے۔ چنانچہ فتوحات ۱۹۲ ب میں حدوث عالم پر کئی دلیلیں پیش کی ہیں اور عالم کے حادث ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

فتوحات کے باب تین سو سائنٹھ میں فرماتے ہیں میں نے سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے انبیا علیہ السلام سے ملنا معلوم کیا ایک واقعہ میں سیدنا ادریس علیہ السلام سے ملا اور اپنا واقعہ طوفان کا ذکر کیا۔ فرمایا اس شخص نے سچ کہا با وجود اس کے میں نبی ہوں مجھے

ابتدائے آفرینش کی تاریخ معلوم نہیں اور نہ یہ جانتا ہوں کہ کب تک تخلیق ہوا کرے گی کیونکہ ہر نفس میں ایک نئی خلقت پیدا ہوتی ہے اور اللہ سبحانہٗ ازلاً و ابداً خالق ہے اور دنیا و آخرت ہمیشہ رہے گی۔

شیخ اور انبیا علیہم السلام

فرماتے ہیں صنف انسانی سے کل ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و مرسل گزرے ہیں چنانچہ حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے اور ہر زمانے میں ضرور رہے کہ اتنے ہی اولیا موجود رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ صحیحہ میں کل نبیوں سے مجھے ملایا میں نے ہر ایک کو پہچانا اور ہر اس ولی سے بھی جو ان نبیوں کے زیر قدم تھے ملا اور ان سبکو بھی پہچانا۔

سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے جب میں مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ سے قرآن پڑھوا کر سماعت فرمایا۔ اور جہاں جہاں آپ کا تذکرہ آتا تھا آپ روتے تھے۔ مجھے آپ کے رونے سے بہت خشوع و خضوع حاصل ہوتا تھا۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مجھے کشف کا اور وسعت امور اور

گردش ایام کا درس دیا۔

سیدنا ہود علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام نے مجھے کشف کی اور وحدۃ الوجود کی تعلیم دی خدا کا شکر ہے زمرہ اشقیا سے خدا نے مجھے بچالیا اور جدنا آدم علیہ السلام کے یمیں میں جو زمرۂ سعدا رہے اس میں مجھے جگہ دی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا روح اللہ علیہ السلام کے دست حق پرست پر میں نے توبہ کی اور اکثر آپ کی صحبت سے مشرف ہوا جب کبھی ملاقات ہوتی تھی آپ دعا فرماتے کہ بار الٰہا اس شخص کو موت اور زندگی میں ثبات دے' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے میں نے زہد۔ تجرید اور تفرید سیکھی (فتوحات ب ۳۴)

سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا ادریس علیہ السلام نے میری تعلیم قیامت کے متعلق فرمائی آپ فرماتے تھے قیامت کی علامۃ الکبریٰ ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کا وجود ہے۔

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے خیر الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جامع مسجد دمشق میں ۶۲۷ھ میں قدمبوس ہوا آپ نے فصوص الحکم مجھے مرحمت فرمائی اور اس کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

وحی والہام

اولیا کو بھی وحی آتی ہے اس کے مختلف طریقے ہیں کبھی اس وحی کو وہ خیال میں کبھی حس میں کبھی دل میں کبھی تحریر میں پاتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ کو یہ کل طریقے نصیب ہوے ہیں۔ چنانچہ ابو عبداللہ ابان الموصلی جو سیدنا غوث الاعظم کے مرید تھے۔ اور تقی ابن مخلد کے پاس ملک الالہام تحریر کے ذریعہ وحی لاتا تھا۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ تحریر دونوں جانب برابر پڑھی جاتی ہے اور ورق کے الٹنے پر کتاب بھی الٹ جایا کرتی ہے میں نے اس تحریر کو دیکھا ہے۔

خدا کے خاص بندہ کو بعض وقت ایک خاص طریقہ کا الہام ہوتا ہے۔ اور یہ جہت خاص خداوندی ہر بندہ میں ہے اور اس کی ملک الالہام کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ مگر لوگ جلد ایسے شخص کا انکار کر جاتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سیدنا خضر علیہ السلام کی کارروائیوں کو بالکل نہ سمجھا تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور فرشتہ سے لینے کے عادی تھے اور اس خاص طریقۂ وحی سے نابلد تھے۔ چونکہ انبیا علیہ السلام صاحب تشریع اور مامور بہ تبلیغ ہوا کرتے ہیں انہیں فرشتوں کے واسطے کی ضرورت عائد ہوتی ہے تاکہ وحی یا الہام میں کوئی ریب اور شک نہ واقع ہو۔

ملک الوحی۔ نبی اور ولی دونوں پر نازل ہوتے ہیں۔ لیکن نبی ورسول ان دونوں فرشتوں کو حاسہ بصر سے اور اولیا حاسہ بصیرۃ سے ادراک کرتے ہیں اس مسئلہ میں حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی سے مجھکو اختلاف ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ نبی کو بواسطۂ ملک وحی ہوتی ہے

اور ولی کو بلاواسطہ اس کے قلب پر الہام ہوتا ہے مگر میرا مشاہدہ یہ ہے
کہ نبی اور ولی دونوں پر ملک نازل ہوتے ہیں۔ مگر نبی انھیں بذریعہ
حاسہ بصر دیکھتے ہیں اور اولیا بصیرت سے۔ چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا
ہے۔ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ
اور الذینَ سے غیر نبی ہی مراد ہیں۔ اور نص قرآنی سے ثابت ہے کہ غیر
نبی پر نزول ملک ہوا کرتا ہے۔

وحی اور الہام میں کوئی حقیقی اور نفس الامری فرق نہیں البتہ اشاعرہ
نے ایک اصطلاحی اور لفظی فرق قائم کرلیا ہے۔ وہ وحی کو نبی سے اور الہام
کو ولی سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ انہیں اس فرق کے پیدا کرنے کی کوئی وجہ
نہ تھی جبکہ حق سبحانہ نے واوحینا الیٰ ام موسیٰ واوحی الی النحل
خود فرمادیا ہے امام غزالی کے کسی ایسے ہم عصر اولیاء اللہ نے جن پر
ملک الالہام نازل ہوتا تھا امام صاحب کو اس نزول ملک سے مطلع کیا
ہوتا تو امام صاحب ضرور تسلیم کر لیتے ملک الالہام تناہی علوم لے کر
مجھ پر بھی نازل ہوا کرتا ہے اور میرے ہمعصر اولیاء اللہ نے اس میرے
دعوی کی تصدیق بھی کی ہے۔ (فتوحات ب ۳۶۴)

فقیر عینی یہاں یہ لکھ دیتا ہے کہ خود امام غزالی نے کیمیائے سعادت
کے وصل خودشناسی میں ملک الالہام کا اولیا پر نازل ہونا تحریر کیا ہے

شیخ اور کشف اکبر

حضرت حق سبحانہ نے اپنے محض فضل سے مجھ کو ایک واقعہ میں ہمارے

خیر الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں باریاب فرمایا اور آپ کے علاوہ کل انبیا علیہ السلام کو از حضرت آدم تا خاتم الرسل علیہم السلام میں نے دیکھا کل اہل ایمان کا خاص ہوں یا عام معاینہ کیا اور جتنے نبی آدم ہو چکے اور قیامت تک ہونے والے ہیں سبکو دیکھا اور صلب آدم علیہ السلام میں جتنے اہل سعادت ہیں ان سب کی معرفت اور شمار اللہ تعالیٰ نے اس حقیر بندہ پر ارزانی فرمائی۔ الحمد للہ سارے اہل جنت اور اہل نار کو میں جانتا ہوں۔ میں نے اس کشف میں ہر نبی کے مرتبہ کو پہچانا جن نبیوں پر میرا ایمان مجمل تھا ان کو میں نے بالمشافہ دیکھا اور ان سے ملا اور اس مشاہدہ اور معائنہ سے میرا ایمان نہایت مضبوط ہو گیا ہمیشہ میرا قول اور فعل ہمارے نبی علیہ الصلواۃ والسلام کے تابع ہے کیونکہ خود حضور مجھے فرمایا کرتے ہیں تو یوں کر اور یہ کہہ میں اپنے علم سے یا مشاہدہ سے کوئی بات سوائے حکم رسالتپناہی کے نہیں کہتا ہوں الحمد للہ میرے مشاہدہ نے میرے ایمان بالغیب سے موافقت کی اور ایمان کا ثواب زایل نہ ہوا۔ یہ ایسا مقام مجھے نصیب ہوا ہے کہ اس کے مزے سے میں ہمیشہ متلذذ ہوتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سارے بندوں پر اس مرتبہ کو ارزانی فرمایا ہوگا۔ (فتوحات ۳۶۵)

اقطاب

سارے دائرہ کون اور دائرۃ الوجود کے حاکم اور محافظ کو قطب کہتے ہیں اس کے تحت میں دو امام ہوتے ہیں جو عالم غیب اور

عالم الشہادۃ پر افسر ہیں ان کے تحت چار اوتاد ہیں جو چار سمت یعنے شمال جنوب مشرق اور مغرب پر متعین ہیں ان کے تحت سات ابدال اقلیم کے نگراں ہیں اور قطب ان سب کا افسر اعلیٰ ہے ہماری اصطلاح میں قطب کو عبداللہ کہتے ہیں اس کی صورت مظہر اسم جامع اور اس کا قلب مقام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے وہ حق سبحانہ کا آئینہ ہے اور حق سبحانہ اس آئینہ میں سارے عالم کا معائنہ فرماتا ہے قطب آئینہ نعوت قدسیہ صاحب الوقت۔ انجب۔ صاحب السر القضاء والقدر اور اعلم اہل زمانہ ہوا کرتا ہے۔

جب کوئی قطب ہوتا ہے تو سب سے پہلے عقل اول اس سے بیعت کرتی ہے پھر آسمان اور زمین اور اس کے ساکنان۔ پھر ہوا پانی مٹی۔ پھر موالید ثلاثہ درجہ بدرجہ اس سے بیعت کرتے ہیں ان کے بعد ارواح بیعت کرتی ہیں۔ اور ہر روح بوقت بیعت قطب سے ایک ایک سر الٰہی کا مسئلہ پوچھتی ہے اور قطب ان کو جواب برابر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ شیخ رضی اللہ عنہ نے ایک مستقل کتاب اسولۃ القطب بھی تحریر فرمائی ہے۔ (فتوحات ج۴ ب ۲۷۰ ص ۳)

ہر قطب اپنے عالم میں اس وقت تک رہتا ہے جبتک خدا چاہتا ہے اور دوسرے شخص کے اس جگہ نامزد ہونیکے بعد اسکی حکومت منسوخ ہوجاتی ہے اور قطبیت کی مدت انتہائی ۲۳ سال چار ماہ ہے اور کم ازکم ۲ سال کی ہوتی ہے چنانچہ سیدنا ابوبکر عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اقطاب تین سال تک حکمران رہے ہیں اور خلفائے راشدین بلاشک اقطاب تھے اور ائمہ مجتہدین بھی اقطاب تھے۔

عالم کسی قطب سے خالی نہیں رہتا ہے جیسے کہ انبیا علیہم السلام سے خالی نہیں اسی لئے اللہ پاک نے چار نبیوں کو زندہ رکھا ہے تین ان میں سے صاحب شریعت ہیں یعنے ادریس و الیاس و عیسیٰ علیہ السلام اور ایک حامل علم لدنی یعنے خضر علیہ السلام ہیں۔ (فتوحات ۳؁)

عہد آدم علیہ السلام سے زمانہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کل پچیس قطب گزرے ہیں حق سبحانہ نے مجھے ان سب سے ملایا میں اس وقت شہر قرطبہ میں مقیم تھا ان کے نام بھی مجھے معلوم ہیں۔ (فتوحات ۲؁)

ابتدائے وجود سے تا قیام وجود ایک ہی ایک قطب ہوتا ہے مگر اس کے لباس مختلف ہوتے ہیں۔ قطب کا اصلی نام **محمد** ہے ان کی کنیت **ابو القاسم** ہے آپ کی صفت **عبداللہ** ہے آپ کا لقب **شمس الدین** ہے اور آپ ہی کی ذات مبارک ہے جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہو کر ہر زمانے میں قطب کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور آپ ہی ہیں جو اقطاب عالم کی روحانی مدد فرماتے ہیں۔ اصطلاح قوم میں اسی قطب کو **غوث** بھی کہتے ہیں جو ابتدائے آفرینش سے اب تک صرف ۲۵ ہوئے ہیں۔

ان ۲۵ غوثوں یا قطبوں کے علاوہ ہر ملک ہر شہر میں ایک شخص ان کے ظل میں ہوا کرتا ہے۔ وہ فی الحقیقت قطب نہیں مگر ظل قطب ہے اور اسی کو عرف عام میں قطب کہتے ہیں اور حقیقی قطب کو غوث کے نام سے تعبیر کرتے ہیں پھر مجازی یا ظلی قطب اس ملک یا اس شہر کی نگرانی کرتا ہے جہاں وہ متعین ہے اسی طرح زہاد عباد۔ اور متوکلین سے بھی ایک قطب ہوتا ہے۔

حقیقی اقطاب یا عرف عام کے غوثوں میں ایک مرد یا عورت صاحب تحکیم اور مالک رقاب اور محیٔ ناموس وملت ہوتا ہے اس کا قدم حقیقی سارے اولیا اور اقطاب پر رہتا ہے اس کی حکومت دار وجود۔ دائرہ کون۔ بلکہ ملاء اعلیٰ پر ہوا کرتی ہے اور اس بزرگ سے ان گنتی کرامتیں اور خرق عادات سرزد ہوتے ہیں۔ جن سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اس شخص کو ہر شئی پر اور ہر امر پر اللہ سبحانہ سے قدرت تامہ بخشی جاتی ہے وہ سارے اقطاب اغواث افراد ابدال اور اوتاد کے سردار اور قائد ہوتے ہیں اور اسی کے حکم سے ہر کام کو ہر شخص کرتا ہے۔ اس کو غوث یا قطب المدار کہتے اور بغداد میں ہمارے شیخ اور امام شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو یہی مرتبت اور منزلت حاصل تھی اور خلق اللہ پر حق سبحانہ سے ان کو بڑی صولت اور سلطنت تھی ان کے حالات اور اخبار مشہور ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات نہ کی لیکن اس بزرگ سے ملا ہوں جو آپ کی وفات بعد آپ کی جگہ مامور ہوئے ہیں لیکن بعض باتوں میں ہمارے امام شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت بڑھے ہوئے تھے ان کا بھی وفات ہو چکا اب مجھے نہیں معلوم کہ دوسرا کون جانشین ہوا۔

افراد

افراد قطب کے زیر حکومت نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی قطب کو افراد میں تصرف کرنے کا کوئی حق ہے۔ افراد بھی قطب کے برابر ہیں مگر چونکہ قطب

قطب سارے عالم میں واحد ہوا کرتا ہے۔ لہذا یہ لوگ قطب ہو نہیں سکتے۔ الغرض قطب اور فرد میں کوئی حقیقی فرق نہیں صرف اصطلاحی فرق ہے یعنی افراد سے فرشتگان عالین بیعت نہیں کرتے ہیں مگر اقطاب سے انہیں بیعت کرنا ضروری ہے۔

ابدال

سات اقلیم سے ہر اقلیم پر ایک ایک ابدال مقرر ہیں ابدال کی پرورش انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے ہے اقلیم اول میں آسمان ہفتم سے امر وارد ہوتا ہے اسی کو سماء اولیٰ کہتے ہیں یہاں کا ابدال سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہم قدم ہے۔

اقلیم ثانی میں آسمان ششم سے امر وارد ہوتا ہے یہاں کے انتظام وغیرہ کا تعلق اس آسمان کے کواکب سے متعلق ہے یہاں کا ابدال سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہمقدم ہے

اقلیم ثالث میں آسمان پنجم سے امر وارد ہوتا ہے۔ یہاں کے سارے امور اسی آسمان کے تاروں سے وابستہ ہیں یہاں کا ابدال ہارون علیہ السلام کے ہمقدم ہے۔

اقلیم الرابع میں آسمان چہارم سے امر وارد ہوتا ہے یہاں کا نظم و نسق اسی آسماں کے سیاروں سے منسوب ہے یہاں کا ابدال ادریس علیہ السلام کے ہم قدم ہے۔

اقلیم خامس آسمان سوم کے زیر اثر اور وہیں سے اس پر امر وارد ہوتا ہے اس اقلیم کے سارے کاروبار اسی آسمان کے ثوابت سے متعلق ہیں۔ یہاں کا ابدال سیدنا یوسف علیہ السلام کے تابع ہے۔

اقلیم سادس آسمان دوم کے تحت تھے اور اس پر یہیں سے امر وارد

ہوتا ہے اور اس کا سارا دارومدار اس آسمان دوم کے ستاروں سے وابستہ ہے۔ یہاں کا ابدال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

اقلیم سابع آسمان اول کے تحت ہے اور اس پر یہاں سے امر وارد ہوتا ہے۔ اس کا نظم ونسق آسمان اول کے سیاروں اور ستاروں سے متعلق ہے یہاں کا ابدال سیدنا آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے (فتوحات ۱۹۵)۔

قطب المتوکلین

میں نے اپنے زمانہ کے قطب المتوکلین عبداللہ ابن الاسناد سے اندلس کے کسی شہر میں ملاقات کی اور عرصہ تک انکی خدمت میں رہا۔

قطب الزماں

۵۹۳ھ میں فاش میں اپنے ہم عصر قطب الزماں سے جن کا نام ابوالفتح تھا ملاقات کی وہ مشلول الید تھے میں نے سر مجلس ان سے اسرار قطبیت پر گفتگو کی وہ افشار کے خوف سے اشارہ فرمایا کہ چپ رہوں اور فرمایا مجھے لوگوں پر ظاہر ہونے ندو۔

قطب المدار

شہر قونیہ میں میں نے اپنے ہم عصر قطب المدار سے ملاقات کی

وہ دائرہ وجود پر متصرف اور بہت سے کرامات ان سے ہوتے تھے ان کا نام عبداللہ تھا ہمارے شیخ عبدالقادر الجیلانی کے مقام پر تھے۔ ان کا انتقال ہوگیا نہیں معلوم کون ان کی جگہ ہے۔

خاتم ولایت

بڑی وراثت ختم ولایت ہے اور ختم کی دو قسمیں ہیں ایک اعلیٰ اور دوسری ادنیٰ ہے اعلیٰ یہ ہے کہ ولایت مطلقہ کا خاتم ہو اور ادنیٰ یہ ہے ولایت مقیدہ کا خاتم ہو۔ ولایت مطلقہ کے خاتم سیدنا عیسےٰ علیہ السلام ہوں گے جب وہ نزول فرمائیں گے۔ ولایت مقیدہ کے خاتم مغربی ہیں جو مراکش میں آج کل ہیں اپنی قوم اور ملک میں بزرگ اور شریف ہیں میں نے ان سے ۵۹۵ھ میں ملاقات کی ان کی ختم ولایت کی مہر بھی دیکھی جس کو حق سبحانہ نے عامۃ الناس کی آنکھوں سے مخفی کر رکھا ہے انہوں نے اس کو مجھے دکھلایا میں نے دیکھا ہے کہ یہ بزرگ جو جو اسرار اور معارف حقانی بیان کرتے ہیں لوگ ان کا انکار کرتے جاتے ہیں (فتوحات ۳۷ک)

لوگوں کی کتنی بڑی بے انصافی ہے کہ جن اسرار ربانی کو انبیا کہتے ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں اور انہی اسرار کو اگر کوئی اللہ کا ولی بیاں کرے تو انکار کرتے ہیں حالانکہ دریا ایک ہی ہے اور دونوں نہریں اسی سے بہتی ہیں ان لوگوں پر سخت افسوس ہے کہ اولیا کا انکار کریں ان کو تو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ خود بھی اس مقام پر پہونچیں اور برائے العین خود ان امور کا

مشاہدہ کریں۔ (فتوحات ب۳۶۳)

شیخ اور علمائے عصر

میں نے بعض حدیثوں کو جو ہمارے علمائے وقت کے عندیہ میں غیر ثابت تھیں جب ثابت کیا اور صحیح کہا تو ان علماؤں نے مجھپر تکفیر کی۔ میں ان بزرگواروں کو اس میں معذور تصور کرتا ہوں کیونکہ ہم اولیاء اللہ کی حقانیت کا ان کے نزدیک کوئی ثبوت اور ہمارے اقوال کی کوئی برہان وحجت نہیں۔ ہم تو مشاہدہ پر رکھتے ہیں اور وہ گمان پر حکم کرتے ہیں اگر ان بیچاروں کی نظر ہوتی تو اولیا کو اور ان کے اقوال کو مان جاتے جس طرح سے شافعی امام ابوحنیفہ کے احکام کو مان جاتے ہیں اور انھیں وہ باطل نہیں ٹھیراتے ہیں ہمارے علماء کا یہ ادعا ہے کہ اگر ہر شخص کا دعوی صحیح ہو تو دین میں رخنہ پڑجائے گا۔ کیونکہ غیر نبی معصوم نہیں ہیں ان کے اس قول اور ان کے اس فعل دونوں کو پسند کرتا ہوں اور ان کو مصیب سمجھتا ہوں لیکن انھیں بھی چاہئے کہ ولی اللہ کو خاطی او رفاسق تصور نہ کریں ورنہ ان کے بچاؤ کے لئے پھر کوئی عذر نہ رہے گا کیونکہ ان کا مرتبہ یہ ہے کہ انھیں اہل کتاب جانکر کاذب صادق کچھ بھی نہ کہیں۔ (فتوحات ۳ب جواب ۵)

حضور

مرد کی ہمت ہمیشہ یہی رہے کہ جس طرح بیداری میں اس کو حضور

حاصل رہتا ہے ایسے ہی خواب میں بھی اس کو حضور حاصل رہے۔ اس سے دنیا اور برزخ میں بعد مرنے کے حضور ہی حضور رہتا ہے۔ اور غافلین سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے۔ فلا تکن من الغافلین۔ (البرہان الازہر)۔

عہد واثق

مرد کا کام وہ ہے جو وعدہ کرے اس کو پورا کرے خدا سے جن کاموں کے کرنے کا وعدہ کر لیا ہے انہیں پورا کرے اور جن سے محترز رہنے کا اقرار کر چکا ہے اس سے قطعاً دور رہے یہاں تک کہ اس کا وعدہ پہنچ جائے۔ (مالابد للمرید منہ)۔

سالک کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے

وجود میں غیر اللہ کا نہیں انسان کے سارے صفات اور افعال اسی کے لئے ہیں اسی سے ہیں اور اسی میں ہیں اگر حق سبحانہ ایک لحظہ کے لئے بھی عالم سے نظر اٹھالے تو عالم نسیاً منسیا ہو جائیگا عالم کی بقائے اسی کی حفاظت اسی کی نظر سے ہے۔ حضرت حق سبحانہ اپنے ہی نور میں ظاہر اور مظہر ہے۔ اسی کا نور اسی کا حجاب ہے (مالابد للمرید منہ)

عزلت

عزلت سے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دینا یا معاشرت سے دستبردار ہونا مراد نہیں بلکہ عزلت وہ ہے کہ تیرے قلب میں غیر اللہ نہ رہے۔ مثلاً کسی نے لوگوں سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشینی اختیار کی مگر بھولے سے مکان کے کواڑ کھلے رکھ دئے لوگ پھر آنے جانے لگے۔ ایسے ہی کسی نے دروازۂ قلب غیر حق سے بند کئے بغیر عزل اختیار کرے تو کوئی حاصل نہیں۔ (التدبیرات الالھیہ)۔

بیعت

بیعت کے لغوی معنے فروخت کر دینے کے ہیں اور اصطلاح میں کسی کے ہاتھ پر بک جانے کے ہیں۔ اور فقراء کے نزدیک سالک کا خدا کے ہاتھ پر فروخت کر دینا ہے یعنے بعد بیعت کے سالک کا سالک میں کچھ نرہا اور خود سالک سالک کا نرہا بلکہ مقام بی یسمع بی یبصر بی ینطق اور اناھو میں سالک پھونچ گیا جس کو یہ مشاہدہ نہ ہو وہ مرید نہیں (ما لا بد للمرید)

شیخ

لغت میں شیخ بوڑھے کو کہتے ہیں جیسا کہ فرمایا وابونا شیخ کبیر بعض دفعہ سردار اور امیر کو بھی کہتے ہیں الشیخ فی قومہ کا النبی فی امتہ مگر ہماری اصطلاح میں ان دو معنوں کے سوا ایک معنی اور ہیں شیخ یعنی راستہ بتلانے والے کے ہیں یعنی وہ جو خدا کی راہ بتلا دے۔ (ما لا بد للمرید)۔

مومن مسلم محسن

مومن وہ ہے جسکو یہ یقین ہو کہ غیر خدا ہے نہیں مسلم وہ ہے جو اپنی ذات کو خدا میں فنا کر دے اور محسن وہ ہے جس کو فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کا معاینہ ہو۔ مومن کے لئے خدا نے یومنون بالغیب مسلم کے لئے من اسلم وجہہ للہ اور محسن تو اس کا نتیجہ ہے۔ ومن اسلم وجہہ للہ فہو محسن اور حدیث میں الاحسان ان تعبد اللہ کانك تراہ۔ (المومن والمسلم والمحسن)۔

العرش

باطنہ روح القدسیّة وظاهره عالم الانسیّة باطنہ انا وظاهره انت (کتاب العرش)۔

روح

هو روح اللہ وهو المنفوخ فی آدم ولهذا الروح وجهان وجهہ الی اللہ ووجهة الی العالم ووجہ الحق لیس بمخلوق وهو ملك موسوم بالحقیقة المحمدیة خلق من نوره تعالیٰ وخلق الکائنات منہ وهو اشرف الموجودات واکمل المشهودات لیس فوقہ احد فی الوجود (کتاب الروح)

فنا

وکل العارفین اصنافو معرفة اللہ الی فناء الوجود والی فناء الفنا وذالك غلطا محض وسهو واضح فان معرفة اللہ لا یحتاج الی فناء النفس العارف لان الاشیاء لا وجود لها

وما لا وجود لها فلا فناء لها وما لا یجوز ثبوته لا یجوز فناءه وجودك لیس منك وهو اضافت عن الله تعالیٰ ووجود الله لا یفنیٰ (کتاب البقار۔)

انسان

فهو الحق بمنزلة انسان العین من العین فانه ینظر به الحق الی خلقه فرحمهم ۔ (فص آدمی)۔

فهو الحادث الازلی والنشاۃ الدایمة الابدی (فص آدمی)

ما وصف حق ہیچ وصف نه کردیم الا که ما عین آں وصف بودیم و حق سبحانه نفس خود را از برائے ما فرمود پس ہرگاہ که ما شاہدہ حق سبحانه کنیم خود را مشاہدہ کنیم و ہرگاہ او مشاہدۂ ما کند مشاہدہ خود کردہ باشد (فص آدمی)

ثما فضل الانسان من غیر نوعه الا بکونه بشرا من طین فهو افضل نوع من کل ما خلق من العناصر من غیر معاشرۃ فالانسان فی الرتبة فوق الملئکة الارضیة والسماویة والملئکة العالون خیر من هذا النوع الانسانی بالنص۔

اگر آدم اللہ کی صورت پر نہ ہوتے تو وہ خدا کے خلیفہ نہیں ہوسکتے (فص آدمی)۔

عذاب وثواب

قال فی فص الاسمعیلی الثناء الصدق وعد لا بصدق عیده والحضرۃ الالهیة تطلب الثناء المحمود بالذات

فیثنی علیها بصدق الوعد لا بصدق الوعید بل بالتجاوز
فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ لم یقل وعیدہ بل قال
ویتجاوز عن سیئاتہم مع انہ توعد علی ذالک (فص اسمٰعیلی)

نور

اعلم ان النور الحقیقی یدرک بہ وھو لا یدرک
لانہ عین ذات الحق سبحانہ من حیث تجردھا عن النسب
والاضافات ولہذا حین سئل النبی صلے اللہ علیہ وسلم
ھل رأیت ربک قال نور انی اراہ او النور المجرد لا یمکن
رؤیتہ ۔ فلما فرغ عن ذکر مراتب التمثیل قال نور علیٰ نور
فاحد النورین ھو الضیاء والاخر النور المطلق (فص یوسفی)۔

بھلائی اور برائی

اتقوا ربکم کے یہ معنی ہیں کہ جو تم سے ظاہر ہو اس کو اپنے خدا
کا پردہ بناؤ اور جو تم میں باطن ہے وہی تمہارا خدا ہے کیونکہ حالات مذموم
اور محمود ہوتے ہیں تم برائیوں میں اس کے پردہ بنے رہو اور بھلائیوں میں
اس کو اپنا پردہ بناؤ۔ (فص آدمی)

لاحدّ لہٗ

یہی عالم اسم ظاہر ہے جس طرح حق سبحانہ باعتبار معنی اور حقیقت
کے اس ظاہر کا روح ہے ۔ اسی واسطے وہ باطن ہوا اور حق سبحانہ کو عالم
کے ساتھ وہ نسبت ہے جو روح کو بدن سے ہے جس طرح انسان کی تعریف

میں انسان کا ظاہر اور داخل شامل ہے ایسے ہی حق سبحانہ کی تعریف میں ظاہر اور باطن دونوں شامل ہیں عالم کی تمام صورتیں ضبط اور احاطہ میں آ نہیں سکتیں اور نہ اس کی ہر صورت کی حد جانی جا سکتی ہے مگر اس قدر صورتوں کی حد جانی جا سکتی ہے جتنا ہر عالم کے ذہن میں عالم کی صورتیں حاصل ہیں اسی طرح سے حق تعالیٰ کی حد بھی نہیں معلوم ہو سکتی کیونکہ اس کی حد تمام صورتوں کے علم سے معلوم ہو سکتی ہے اور تمام صورتوں کا علم حاصل ہونا محال ہے بس حق سبحانہٗ کی حد بھی محال ہوئی (فص شیثی)

تسبیح

صورت عالم سے حق سبحانہ کا زوال ناممکن ہے پس حق سبحانہٗ کی الوہیت حقیقی حد ہے مجازی نہیں جس طرح حیات میں بدن حقیقی حد انسان کا ہے اور جیسے ظاہر صورت انسان کی زبان سے روح نفس اور مدبّر بدن کی تعریف اور حمد کرتی ہے ایسے ہی اللہ سبحانہٗ کو جو مدبّر عالم ہے اس کی ظاہری صورت یعنی عالم زبان عالم سے اس کی ثناخوانی اور حمد کرواتی ہے پس سارا عالم حق سبحانہ کی زبان ہے وہ آپنی آپ حمد کرو روں زبانوں سے کرواتا ہے۔ پس وہ خود مداح اور ممدوح دونوں ہے (فص نوحی)۔

حق سبحانہ علی ہے

حضرت حق سبحانہ کا نام نامی علی بھی ہے جب عالم میں کوئی اس کے سوا نہیں تو وہ کس پر علی ہو سکتا ہے۔ پس وہ بذاتہ علی ہے چونکہ وہی موجودات کا عین ہے۔ پس موجودات جن کا نام محدثات ہے وہ بذاتہ

علی اور بلند ہیں کیونکہ موجودات سوائے وجود حق سبحانہ کے اور کوئی شئے نہیں (فص ادریسی)۔

تخلیق

یا خالق الاشیاء فی نفسہ   تخلق ما لا ینتھی کونہ
انت لما تخلق جامع   فیک فانت الضیق الواسع

قرب نوافل

فوقتاً یکون العبد ربًا بلاشک   فان کان عبدا کان بالحق واسعا
ووقتا یکون العبد عبدًا فلا افک   وان کان ربا کان فی عیشۃ ضنک
فمن کونہ عبدًا یری عین نفسہ   ومن کونہ ربًا یری الخلق کلہ
ویتسع الآمال منہ بلاشک   فص اسحاقی یطالبہ من حضرۃ الملک والملک

عالم

عالم محض وہمی امر ہے اور اس کو در اصل وجود نہیں ہے اور خیال کے یہی معنے ہیں یعنے تم کو ایسا خیال پیدا ہو گیا ہے کہ عالم ایک شئی زائد اور خارج از حق اور بنفسہ قائم ہے مگر در اصل ایسا نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سایہ اس شخص سے ملا ہوا رہتا ہے جس سے وہ ممتد ہوا ہے تو اس ظل کا انفکاک اس اتصال سے محال ہے کیونکہ ہر شئی کو اپنی ذات سے انفکاک محال ہے۔ تم اب اپنی عین کو پہچان لو کہ تم کون ہو اور تمہاری ہوئیتہ کیا ہے تم کو حق سبحانہ سے کس چیز نے منسوب کر رکھا ہے تم

کس جہت سے حق ہو اور کس جہت سے تم عالم ہو۔ (فص یوسفی)

پس تم محض خیال ہوئے اور تمہارے سارے مدرکات اور محسوسات جن کو تم غیر حق کہتے ہو وہ بھی خیال ہوئے اور تمام موجودات اور وجود خیال در خیال ہیں اور وجود حق سبحانہ باعتبار اپنی ذات اور عین کے اللہ ہی اللہ ہے باعتبار اسمار کے نہیں کیونکہ اس کے اسمار کے دو مدلول ہیں ایک وہ ہے جو اس کا عین اور خود انہی کی ذات ہے۔ یہ عین مسمی ہے۔ دوسرا وہ ہے جس پر اسم دلالت کرتا ہے اور اس سے ایک اسم دوسرے اسم سے جدا رہتا ہے اور ممتاز ہے وہ صفت ہے کیونکہ دو اسموں میں وہی مابہ الفصل اور مابہ الامتیاز ہے۔ ورنہ کہاں قہار کہاں غفور کہاں ظاہر کہاں باطن کہاں اول کہاں آخر اب تم پر واضح ہو چکا کہ وہ کونسی جہت ہے جس سے ایک اسم دوسرے کا عین ہے اور وہ کونسی جہت ہے جس سے ایک اسم دوسرے کا غیر ہے بس جس اعتبار سے کہ وہ مدلول خود اپنا آپ عین ہے وہ حق ہے اور جس اعتبار سے وہ آپ اپنا غیر ہے وہ خیالی حق ہے جس کے درپے ہم تھے سبحان اللہ کیا پاک ہے وہ ذات مبارک جس کی دلیل خود آپ ہی آپ ہے اس کی ہستی عین اس کی ذات سے ثابت ہے جو کچھ ہستی میں ہے اس پر احدیت کا اطلاق ہوتا ہے اور جو کچھ کثرت کے تحت آسکتا ہے وہ محض خیال ہے۔ (فص یوسفی)

صورت عالم وہی ہے جس کو میں نے حق سبحانہ کا ظاہر کہا ہے اور ظاہر بھی تو حق ہے اور نیز صورت عالم کا باطن بھی حق سبحانہ ہی ہے کیونکہ باطن جس کو کہتے ہیں وہ بھی تو حق ہے اور وہی اول ہے جس وقت وہی وہ تھا اور عالم یعنے یہ صورت ظاہر نہ تھی اور وہی آخر ہے کیونکہ اعیان عالم کے

ظاہر ہونے کے وقت وہی اس کا عین تھا آخر میں ظاہر ہے اور اول میں باطن ہے (فص ہودیہ)

عارف

عارف وہ ہے جس نے حق سبحانہ کو اپنے نفس سے اپنی ہی نفس میں نفس کی آنکھوں سے دیکھا اور جس نے حق سبحانہ کو اپنے نفس سے اپنے نفس میں دیکھا نہیں اور اپنے نفس کی آنکھوں سے قیامت میں دیکھنے کا منتظر رہا وہ جاہل ہے (فص ہودیہ)۔

عارف وہ ہے جو حق سبحانہ کو ہر شی میں دیکھے بلکہ وہ حق سبحانہ کو ہر چیز کا عین دیکھے (فص ہارونی)۔

ولایت نبوت سے افضل ہے

یعنے نبی کے دو جہت ہوتے ہیں ایک ولایت جو جہتہ اعلیٰ ہے اور دوسری نبوت جو جہت خلق ہے جب نبی کوئی ایسا کلام کرے جو حد شریعت کے باہر ہو تو سمجھو کہ وہ عارف حق اور ولی اللہ ہونے کی جہت سے یہ کلام کرتے ہیں اسی واسطے نبی کے عارف اور ولی ہونے کا مرتبہ ان کی رسالت یا صاحب شریعت ہونے کی جہت سے بڑھا ہوا ہے۔ اور جب تم کسی اہل اللہ کو کہتے سنو الولایۃ افضل من النبوۃ اس سے رسول ہی کی ولایت اور نبوت مراد ہے یعنے رسول بہ حیثیت اپنی ولایت کے اپنی نبوت پر فضیلت رکھتا ہے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ولی جو نبی کے تابع ہے نبی سے افضل و اعلیٰ ہو العیاذ باللہ۔ (فص عزیزی)۔

دعاء

حق سبحانہ کسی بندہ کو دعا کرنے کی جب توفیق دیتا ہے تو وہ اسی وقت ایسی ہدایت دیتا ہے جب کہ اس کی دعا کے قبول کرنے کا ارادہ کر چکا ہو۔ کوئی شخص دعا کے کرنے کے بعد قبولیت کے لئے بے چین نہ ہو کیونکہ دعا کی توفیق خود اس کی قبولیت کی مقتضی اور شامل ہے اور دعا کرنے والے کو چاہئے اپنے کل حالات میں مواظبت کرے اور مدعا بدل بدل کر نہ مانگے (فص عیسوی)

کون

انما الکون خیالٌ وھو الحق فی الحقیقۃ
کل من یفھم ھذہ حاز اسرار الطریقۃ
(فص سلیمانی)

صبر

غیر اللہ سے استغاثہ نہ کرنے کو صبر کہتے ہیں اور غیر اللہ سے میری مراد حق سبحانہ، کے مختلف جہات سے ایک جہت خاص ہے اور حق سبحانہ نے اس کو اور جہتوں سے ممتاز فرما دیا ہے اور اس جہت خاص کا نام ہویتہ ہے عارف باللہ ہویتہ حق سے اپنی رفع تکلیف کے لئے ضرور سوال کرے اور انسان کی یہ بڑی جہالت ہے کہ حق سبحانہ سے اس الم کے دور ہونے کے لئے دعا نہ کرے۔ بلکہ محققین کے نزدیک تو چاہئے کہ بارگاہ ایزدی میں اس رنج اور مرض کے دور کرنے کے لئے بلجاحت سوال کرے کیونکہ عارف صاحب کشف کے عندیہ میں اس کا ازالہ حق سبحانہ کی جناب عالی سے

ہی ہو سکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ نے اپنے نفس کو اذیت دیئے جانے سے موصوف فرمایا ہے ان الذین یو ذ و ن اللہ ۔ پس جب حق سبحانہ نے تمکو تمہاری غفلت کے وقت یا مقام الہی کے اقتضا سے جس کو تم نہیں جانتے ہو اس بلا میں مبتلا کیا تاکہ تم استغاثہ کے ساتھ اس طرف رجوع ہو اور وہ تم سے بلا کو دفع فرمائے پھر حق سبحانہ سے وہ اذیت دور ہو جائے جو غصہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی اور تمہارا سوال جو اپنی رفع تکلیف کے لئے ہے وہ غضب کرنے والے سے بھی اذیت کو دور کر دیتا ہے ۔ کیونکہ تم اس کی صورت ظاہری ہو ۔ (فص ایوبی) ۔

عرفان حقیقی

عرفان حقیقی یہی ہے کہ ہر اسم کو حق سبحانہ کا ہی مظہر جانے اور سمجھے کہ سارے عالم کی صورتوں میں حق سبحانہ کی ہی عبادت ہو رہی ہے اور لوگوں نے غلطی سے صورتوں کا نام الہ (اپنا پوجا کیا یا معبود) رکھ لیا یعنے پتھر درخت ۔ عناصر ۔ موالید ۔ حیوان انسان ۔ اجرام فلکی اور ہوا و ہوس جو فی الحقیقت اسما ہیں انہیں لوگوں نے الہ تصور کر لئے اور ایک الہ کے پوجنے والے نے دوسرے الہ کے پوجنے والے کو کافر ٹھیرایا اگر وہ دیکھتے کہ ان اسما کو الہ کہنا ہی وہم ہے یا اس مسمی کو جو ان اسما میں الہ ہے دیکھتے تو کثرت الہ کی ضرورت کو محسوس نہ کرتے اور توحید پر جم جاتے ۔ (فص ہارونی) ۔

صلوٰۃ

نماز کی افضلیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ ہی کی

زبان سے فرماتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ۔ یعنے بندہ خدا کی زبان ہو کر کہتا ہے کہ خدا نے اپنے بندہ کی حمد سن لی یعنے نماز کی وجہ سے انسان بی نیطق کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے پس جس نے نماز میں رویت کے درجے کو حاصل نہ کیا اس نے غایت نماز سے دوری اختیار کی اور نہ اس کو نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوی کیونکہ اس نے خدا کو دیکھا ہی نہیں جس سے وہ مناجات کرتا ہے اور نہ اس نے ان باتوں کو سنا جو خدا نے اس سے دوران نماز میں کہیں پس وہ نمازی نہ ہوا۔ (فص محمدی)۔

شریک باری

جب حق سبحانہٗ تعالیٰ ہی اس عالم کا باطن ہے اور عالم صورت ظاہری اسی کی ہے اور اس صورت ظاہری کو انسان نے اپنا الٰہ ٹھیرایا ہے تو گویا شریک باری نفس الامر میں کچھ بھی نہیں محض اسما ہی اسما ہیں جن کے نیچے حضرت حق ہیں اسی لئے فرمایا ان ھی الا اسماءٌ سمیتموھا انتم و اباءکم۔ (فتوحات ب۲)۔

انعدامِ ممکنات

سچ جو پوچھو تو ممکن معدوم نہیں ہوتا بلکہ وہ مخفی ہو رہتا ہے اور اس بطون میں جہاں سے وہ نکلا تھا چھپ جاتا ہے اہل حجاب سمجھتے ہیں کہ وہ معدوم ہو گیا اور ممکن کے معدوم ہونے کا وھم افراد وجود کے ماننے سے پیدا ہوتا ہے اور حقیقت میں یوں نہیں وجود حقیقۃً واحدہ ہے جس میں کثرت کا نام نہیں اور جنھیں افراد وجود کہتے ہو وہ فی الحقیقۃ اسی وجود کے

اسماء اور تشخصات ہیں۔



سحر

سحر یا جادو کے نسبت شیخ نے ب۱۶ اور ب۴۲ فتوحات میں یوں ارشاد فرمایا۔

سحر کا لفظ سَحَر سے ماخوذ ہے۔ سحر صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیانی وقت کا نام ہے چونکہ اس وقت میں روشنی اور تاریکی ملی ہوئی ہوتی ہیں لہذا اس کو نہ تو لیل کہا جاتا ہے کیونکہ صبح کی روشنی کی جھلک بھی اس میں موجود ہے اور نہ ہی اس کو نہار کہا جاسکتا ہے کیونکہ ظلمت بھی اس میں شامل ہے اور نہ ہی آفتاب برآمد ہوا ہے اسی طرح ساحروں کے سحر نہ تو بالکلیہ باطل ہیں اور نہ ہی کلیہ حق ہیں اس لئے کہ جن چیزوں کو ساحروں کے ہاری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ فی نفس الامر وہی نہیں ہوتی ہیں اسی لئے قرآن میں یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ فرمایا یعنے ان کے سحر کی وجہ سے ان کے دوڑنے کا تخیل ہوجاتا تھا ایک اور جگہ فرمایا سحروا اعین الناس واسترھبوھم یعنے لوگوں کی آنکھوں کو نظر بند کرکر انہیں ڈرا دیا۔

قبلہ

مجھ سے پیشتر اگر قبلہ کی طرف ہی موبنہ کرکے نماز پڑھنے پر اجماع نہ ہوا ہوتا تو میں یہ فتویٰ دیتا کہ صحت نماز کے لئے کعبۃ اللہ کی طرف ہی موبنہ کرنا ضروری نہیں اس لئے کہ حق سبحانہ نے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

کی ایت کو وحیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ کے بعد نازل فرمایا
پس آیتہ فاینما محکم ہے اور منسوخ نہیں مگر اجماع کو کیا کیا جائے اسی دوسری
آیتہ پر منعقد ہوچکا۔ (فتوحات ٦٩)

فتوحات کے باب ٣ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

عصمت انبیاء

مفسرین نے جن خرافات سے انبیا کو منسوب کیا ہے وہ ان سے بہت دور ہیں کلام الٰہی میں ان کا کہیں پتہ نہیں مفسروں کا یہ وہم ہے کہ جن قصص وحکایات کو تفسیر قران میں وہ شامل کرتے ہیں وہ من جانب اللہ ہیں حق سبحانہ ہمکو بدگوئی اور بدگمانی سے محفوظ رکھے۔ یہ لوگ اس میں سخت غلطی ہیں مثلاً حضرت ابراہیم کی طرف شک کی نسبت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہم حضرت ابراہیم سے بڑھکر شک کے مستحق ہیں حضرت ابراہیم نے مردہ کے زندہ کرنے کا شک نہ فرمایا جب ان کو تبلایا گیا کہ مردہ کے زندہ کرنے کی مختلف شکلیں ہیں تو یہ شکلیں وہ نہ سمجھ سکے ان کی طبیعت میں تلاش حق تھی آخر حق سبحانہ نے انھیں اشکال سے ایک شکل خاص میں مردہ کو زندہ کرکے تبلادیا۔ اور ان کو تسکین ہوگئی اور جان لیا کہ اللہ سبحانہ مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔

ایسے ہی حضرت یوسف لوط اور موسی علیہم السلام کے قصص اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات میں تصرفات اور ہاروت ماروت کا قصہ جو گھڑا گیا ہے۔ یہ سب کی سب یہودیوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔ انہیں سے اپنی تفسیروں کو مزین کردیا گیا اور انبیا کے عصمت پر دلخراش

حملے کر بیٹھے نہ تو خدا نے یہ کہا اور نہ ہمارے خیر الرسل نے ایسا فرمایا تھا۔

افلاک

میری تحقیق یہ ہے کہ ستارے فضا میں متحرک ہیں اور فضا کو ہی فلک کہتے ہیں اور ہمارے زمانے کے علماء ھیئۃ کی جو رائے ہے وہ غلط ہے (فتوحات)

فنا

المراد فی قولہ تعالیٰ۔ کل شیٔ ھالکٌ الا وجھہ۔ وجہ ذالک الشئی فانہ لا یفنیٰ ولیس المراد بہ وجھہ تعالیٰ فان ذالک لا یحتاج الی التنبیہ (علوم الشیخ الاکبر صفحہ ۳۲ اس سے نئی کا بڑا مسئلہ حل ہوا کہ الشئی لا یفنیٰ)

اطفال مشرکین

مشرکین کے اطفال جو حالت بے تمیزی اور بے عقلی میں مرجاتے ہیں ان پر نماز جنازہ پڑھنی چاہئے لڑکے قابل رحم ہیں اور نماز رحمت ہے لھذا لڑکے کسی حالت پر بھی مریں ان پر نماز پڑھنی ضروری ہے (علوم الشیخ صہ ۴۲)

ہمارے واعظ

واعظ کو ضروری ہے کہ انبیاء اور ملائکہ کی نسبت محتاط رہے۔ خدا سے شرمائے اور وعظ کو خرافات نہ بنائے۔ خدا کی ذات میں گفتگو کرنی

اور نبیوں اور فرشتوں کے مقامات میں باوجود لاعلمی کے گفتگو کرنا نہ چاہئے اللہ پاک نے انبیا کی بڑی توصیف فرمائی ہے اور سارے عالم پر انہیں فضیلت دی ہے۔ یہودیوں کے بیانوں پر جو ہمارے مفسرین نے داخل کرلئے ہیں۔ انبیا علیہم سلام کو مطعون ٹھیرانا بُرا ہے حضرت داوٗد کے قصہ میں مفسرین نے اور یا کی عورت کی نسبت جو قصہ وضع کرلیا ہے وہ غلط محض ہے حضرت یوسف کے معاملہ میں قصد گنہ کا الزام آپ کے سر تھوپا ہے حضرت لوط کے قصہ میں طرح طرح کے خرافات پیدا کرچکے ہیں یہ لوگ ایسے راویوں کے کلام پر اعتماد کرتے ہیں جنھوں نے خدا پر اتہام کئے تھے۔ ایسے واعظین پر خدا اور رسول اور فرشتوں کی لعنت ہے کیونکہ جن سامعین کے دل شبہات سے بھرے ہیں ان میں گناہ کرنے کا ارادہ پیدا ہوجاتا ہے اور ان قصوں کو وہ اپنی حجت بنالیتا ہے عیاذ باللہ انبیا علیہم السلام ان تمام مزخرفات سے بالکل پاک ہیں یہ واعظین شیطان کے مقدمۃ الجیش ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (فتوحات باب ۱۵۲)

وحدۃ الوجود

سبحان من اظھر الاشیاء وھو عینھا۔ (فتوحات)

لاحاجۃ الی اثبات وحدۃ اللہ فان المخالف لاعین لہٗ فی الوجود۔ (مالابد للمریہ)

فھوالکون کلہ وھوالواحد الذی قام کونی بہ (فص موسویہ)

فھو عین کل شی فی الظھور وما ھو عین الاشیاء فی ذواتھا بل ھو ھو والاشیاء اشیاء (فتوحات)

اذا اشهد الحق بعین القلب لم یری الخلق اصلا ولذا یقول العارف فی تلک الحین لاموجود الا الله فانما ذلک عند ما تلاشت عنده الکائنات حین شهوده الحق وھذا یدلک علی ان العالم ما ھو عین الحق ولا حل فیه الحق ان لو کان عین الحق او حل فیه لما کان سبحانه تعالیٰ لا قدیما ولا بدیعا (ب ۵۹ فتوحات)

والعالم متوھم ما له وجود حقیقی خارج عن الحق (فص)

یقول الله تعالیٰ علی لسان فرعون انا ربکم الاعلیٰ وھو حقیقة فان الله ھو ربنا الاعلیٰ وھذه صفته الحق ظهرت بلسان فرعون فعلم انه ما قالهم بیانه عن الحق کما یقول المصلی سمع الله لمن حمده (فتوحات ب قنوت)۔

فاعلم انک خیال وجمیع ما تدرکه مما یقول فیه سوی خیال فالوجود کله خیال فی خیال والحق انما ھو الله خاصة (فص یوسفی)۔

وحدۃ الوجود نفس الامری اور فی الواقع ہے اس کا پورا جملہ یوں ہے وحدۃ الوجود للہ تعالیٰ یعنے حضرت حق سبحانہ ہی ہے (اس کا غیر ندارد ہے) اس کا انکار نہ تو علمائے ظواہر کر سکتے ہیں اور نہ ہی ملاحدہ کر سکتے ہیں۔
ایک زمانہ وہ تھا کہ علمائے ظواہر وحدۃ الوجود کے نام سے کانوں پہ ہاتھ دھرتے تھے اور اس کے قائل کو کافر تصور کرتے اور اس کا قتل واجب جانتے تھے یا ایک وقت یہ آگیا کہ خود علمائے ظواہر کے اساطین اس مسئلہ کو عین ایمان جاننے لگے اور اس کے قائل کو عارف باللہ ماننے لگے چنانچہ چند اساطین علمائے اہل سنت کے اقوال ذیل میں بطور نمونہ پیش ہیں:۔

(۱) قال ابو حنیفۃ فاللہ سبحانہٗ واحدٌ لامن طریق العدد ولکن من طریق انہٗ لاشریک لہٗ (فقہ اکبر)

(۲) وقال ابو حنیفہ وھو شی لا کالاشیاء ومعنی الشی الثابت (فقہ اکبر) قال ابوالمنتھی ومعنی الثابت الموجود۔

(۳)۔ وقال الشافعی شھدت بان اللہ لاشی غیرہ۔

(۴)۔ قال علی القاری لیس شی مستقل فی الوجود اوفی الشھود سوی اللہ تعالیٰ۔

کوئی کہاں تک گنتی کرے قرن ثانی اور ثالث کے کوئی دو ہزار سے بڑھکر علمائے اہل سنت نے وحدۃ الوجود کو تسلیم کیا ہے قرآن میں ان گنتی آیتیں اسی کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور صدہا حدیثیں اسی کی مشیر ہیں سب سے بڑا اعتراض یہ پیدا کیا گیا ہے کہ وحدۃ الوجود بدعت ہے۔ ایک یہی نہیں بلکہ علم حدیث علم فقہ وغیرہ سب بدعت ہیں اور وجود کا لفظ اگرچہ قرآن میں مستعمل نہیں مگر اس کا مرادف نور موجود ہے اور وجود کا لفظ تابعین کی زبانوں پر مستعمل تھا چنانچہ امام اہل السنۃ امام ابوحنیفہ نے وجود اور موجود کے دونوں لفظ استعمال کئے ہیں

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ وحدۃ الوجود جب قران وحدیث اور اجماع اولیاء کے موافق ہے تو اس پر عقیدہ کیوں نہ رکھا جائے اور اس کا کہنے والا کیوں کافر ہوتا ہے یہ اس کی محض یہ وجہ ہے کہ لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے ہیں وحدت وجود کا کوئی قصور نہیں اپنے فہموں کا قصور ہے۔

امام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ قدوۂ قائلاں وحدت الوجود ہیں ان کا بیان یہ ہے کہ عالم میں غیر خدا کچھ بھی نہیں شیخ نے اس مسئلہ کو جو آپ کے زمانے

زمانہ تک خانقاہوں اور حجروں میں بند تھا فاش کر دیا اور ممبروں پر اس کی تعلیم کرنے لگے شیخ نے یہ دلیل اپنے دعوی میں پیش کی کہ وحدۃ الوجود یا لاموجود الا اللہ فی الحقیقۃ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے معنے ہی ہیں

حضرات شہودیہ اگرچہ اس مسئلہ کے مخالف ہیں مگر ان کے بڑے امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعتراف کرتے ہی بن آیا کہ امام ربانی سے فلتہ علیہ ہو گیا اور شیخ اس مسئلہ میں بالکل حق بجانب ہیں۔ (مکتوب مدنی)۔

ایجادی کچھ کہیں شہودی کچھ کہیں اور وجودی اور کچھ کہیں مگر حقیقت تو یہ ہے کہ وحدت وجود کے بغیر گزیر نہیں ورنہ عالم کی تکوین کا راز ہمیشہ کے لئے علم انسانی کے باہر رہتا۔

چونکہ وحدۃ الوجود بدیھیات سے ہو چکا ہے۔ لہذا اس پر کچھ لکھنے لکھانے کی ضرورت نہ محسوس ہوی۔ واعظ کے وعظ اس کے بغیر پھیکے ہیں۔ عالم کا سارا علم اس کے بجز ماند پڑ جاتا ہے اور شاعر کے شعر اس سے نمکیں ہو رہتے ہیں اور فلسفی کی لن ترانیاں اس کی بدولت آرفی کے رنگ میں نظر آتی ہیں خدا رکھے اس وحدۃ الوجود کو کہ اس نے اسلام کی اور مذاہب کے مقابلہ میں آن بان رکھ لی ورنہ چارسو صدی تک تو غیر مذاہب یہ شور مچاتے رہے کہ اسلام میں کوئی اسرار الہی نہیں۔

با وحدت حق ز کثرت خلق چہ باک — صد جائے اگر گرہ زنی رشتہ یکیست

مولانا

کل شی ما خلا اللہ باطل — ان فضل اللہ غیم باطل

امام ربانی کا اعتراف

امام ربانی مجدد الف ثانی جلد سوم کے مکتوب ۹۹ میں ارشاد فرماتے ہیں

وریں عرصہ حضرت شیخ است قدس سرہ کہ گاہے باوے حقیقت و گاہے صلح واوست کہ سخن معرفت عرفان را بنیاد نہادہ است و شرح و بسط دادہ واوست کہ از توحید واتحاد تفصیل سخن گفتہ است و انتشار تعدد و تکثر را بیان فرمودہ است واوست کہ وجود را بالکل بحق دادہ است۔ جل وعلا وعالم راموہوم و متخیل ساختہ واوست کہ تنزلات د وجود ثابت کردہ واحکام ہر مرتبہ راجدا کردہ واوست کہ عالم را عین حق انستہ است۔ جلشانہ وہمہ اوست گفتہ وباوجود آن مرتبہ تنزیہ حق سبحانہ را دراائے عالم گفتہ ویافتہ واز دیدہ دانش اورا سبحانہ منزہ و مبرہ دانستہ مشایخے کہ از شیخ متقدم اند دریں باب اگر سخن گفتہ اند باشارات وبارموز گفتہ اند و بشرح وتفصیل آن نپرداختہ وآناں کہ بعد از شیخ آمدند اکثرشان تقلید شیخ کردند وبرطبق اصطلاح او سخن راندہ مایس ماندگان نیز از برکات آں بزرگ استفادہ نمودہ ایم واز علوم ومعارف وے حظہا فراگرفتہ جزاہ اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء۔

جس طرح کوئی شخص مختلف الشکل آئینوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں نظر کرے تو وہ اپنی صورت کو بعینہ ان آئینوں میں دیکھے گا اور اس کو یہ بھی یقین رہیگا کہ یہ مختلف تعینات جو اختلاف آئینہ جات کے وجہ سے نظر آرہے ہیں ان میں کا کوئی بھی تعلق عین ناظر نہیں ہے جو آئینوں سے خارج اور قائم بنفسہ ہے نہ ہی ناظر ان آئینوں کی طرف منتقل ہوا نہ ان میں حلول کیا ایسے ہی جناب باری عز اسمہ مختلف الاستعداد حقائق کے آئینوں میں جلوہ فرماہے۔ نہ وہ انمیں منتقل ہوا ہے نہ ہی حلول فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ عالم عین حق نہیں۔ فتوحات ۵۵۵

اگر انسان کو دائرہ انسانیت سے اور ملک کو دائرہ ملکوتی سے خروج ممکن ہوتا تو وہ خالق سے متحد ہو رہتا اور یہ انقلاب حقیقۃ ہونے کی وجہ سے ناممکن اور محال ہے۔

ایک جماعت کو مقام تحقیق سے لغزش ہوی ہے جس سے وہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ نفس عالم ہے یا عالم عین اللہ ہے مگر مشاہدہ صرف اس قدر ہے کہ اللہ ہی کو وجود ہے یعنے اللہ ہی ہے اور عالم یا ماسوا لا وجود ہے یعنے ہے نہیں۔ اس سے حق سبحانہ کے لئے ہی وجود کا ہونا اور ماسوا سے نفی وجود مقصود ہے مگر ملاحدہ جو خدا کو نفس عالم یا عین عالم جو کہتے ہیں ان کا جواب خدا کے پاس ہوگا یہ گمراہ اور اندھے ہیں۔ فتوحات ب ۵۵ھ)

ایمان فرعون

فصوص کی یہ عبارت ہے فقالت لفرعون فی حق موسی انہ قرۃ اعین لی ولك وكان قرۃ العین لفرعون بالایمان الذی اعطا عند الغرق قبضہ طاھراً ومطھراً لیس فیہ شیٔ من الخبث لانہ قبض عند ایمانہ قبل ان یکتسب شیٔا من الاٰثام والاسلام یجبّ ماقبلہ۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کے پہلے ذیل کے امور ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

اولاً۔ نص اور محکم اس کو کہتے ہیں جو معنیٰ واحد کے لئے ہی موضوع ہو اور غیر کا بالکل احتمال نہ رکھے اور اس کے معنی بالکل صاف اور ظاہر ہوں اس کا حکم قطعی ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہے جیسے۔ واحل اللہ البیع وحرم الرّبوا۔

ثانیاً۔ جو لفظ غیر کا احتمال رکھتا ہے وہ بھی دو طرح پر ہوتا ہے۔
(۱) اگر دو معنوں کا احتمال رکھے تو اس کو مشترک کہتے ہیں اور اسکا حکم ترجیح کے خیال سے توقف در عمل قبل تامل ہے۔
(۲) اگر دو معنوں کا احتمال مساوی نہ ہو تو ایک مرجح اور دوسرا مرجوح ہوگا اور یہ سب مشترک کے ہی اقسام ہیں۔
ثالثاً جس نے نص سے استدلال کیا ہو اس کے مقابلہ میں نص ہی لانی چاہیئے نہ کہ مشترک یا مرجح یا مرجوح اور اس کلیہ کو سارے فقہا نے تسلیم کر رکھا ہے
رابعاً جس نے کتاب وسنۃ سے کسی امر میں استدلال کیا ہو اگرچہ اس نے غلطی بھی کی ہو اس کی تکفیر تو کجا تفسیق تک درست نہیں کیونکہ وہ متمسک بالکتاب والسنۃ ہے۔
خامساً مسائل اجتہادیہ ظنیہ کا منکر کافر ہو نہیں سکتا بلکہ کافر وہ ہے جس نے ما علم من الرسول ضرورۃ کا منکر ہو یعنے امور ظنیہ اجتہادیہ کا منکر کافر نہیں بلکہ کافر اس کو کہتے ہیں جو امور دینیہ یقینیہ کا منکر ہو۔
اب فرعون کے ایمان کے واقعات ملاحظہ ہوں۔
وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (سورہ یونس)۔
فرعون نے غرق کے وقت یہ کہا۔ آمنت انه لا اله الا الذی

امنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین اور یہ دونوں جملے قطعاً محکم اور نص ہیں۔ فرعون نے بنو اسرائیل کا خدا اس لئے کہا کہ چونکہ اس نے خود اپنی خدائی کا دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ کے الفاظ سے کیا تھا کوئی یہ نہ تصور کرے کہ اس نے اپنی ہی ذات پر ایمان لایا اسی لئے الذی امنت بہ بنو اسرائیل سے اس احتمال کو بالکل رفع کر دیا اور دوبارہ کلمہ وانا من المسلمین سے اپنے ایمان کی مکرر توثیق بھی کر دی

انہیں دو نصوص قطعیہ کی بنا پر شیخ رضی اللہ عنہ نے فرعون کا ایمان سے مشرف ہونا ثابت کیا ہے۔ چونکہ شیخ رضی اللہ عنہ متمسک بنصوص ہیں اگر انھوں نے غلطی بھی کی تھی تاہم وہ مستحق طعن علما نہیں تھے حالانکہ ۶۲۷ھ سے آجتک جتنے اعتراض اس خاص مسئلہ پر علمائے ظاہر نے کئے ہیں وہ محض شیخ کی تکفیر سے بھرے پڑے ہیں عیاذاً باللہ

اعتراض و جواب

(۱) حق سبحانہ نے اس کے بعد فرعون سے یہ فرمایا الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین اس سے عدم قبولیت ایمان فرعون مراد ہے:۔

جواباً یہ عرض کیا جاتا ہے کہ اس سے محض زجر و توبیخ مطلب ہے ولو فرضنا ایمان فرعون کے دو نصوص کے مقابلے میں ایک متشابہ کافی نہیں۔

۲۔ ایمان فرعون ایمان یاس تھا۔ ایمان یاس بھی اگر ہو تو دنیا میں نافع نہ ہوگا مگر آخر میں نافع ضرور ہے چنانچہ فرمایا فلولا

کانت قریۃ آمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما امنو کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعنھم الی حین اور اس نص سے واضح ہے کہ ایمان یاس دنیا میں نہ سہی آخرت میں ضرور نافع ہے اور حصول استدلال سے یہ اعتراض باطل ہو گیا۔

۳۔ ایمان یاس کے عدم نفع پر اجماع ہو چکا ہے جواب یہ ہے کہ اگر اجماع سے مراد اجماع الصحابہ تو یہ واقعۃً غلط ہے کیونکہ اس مسلہ پر کبھی صحابہ کا اجماع نہوا۔ اگر اجماع عام مقصود ہے تو یہ مقابلہ نص صریح کالعدم ہے یہ ساری باتیں اس وقت تہیں جبکہ فرعون کا ایمان فی نفس الامر ایمان یاس ہوتا۔ قرآن خود پکار رہا ہے کہ فرعون کا ایمان ایمان یاس تھا ہی نہیں۔ فرعون نے دیکھ لیا کہ دریا نے قوم موسیٰ کو راستہ دیکر اس کنارے پہونچا دیا اور یہ امر محض ان کے ایمان کا باعث تھا اس لئے جب پانی نے اس کو اور اس کی قوم کو گھیر لیا تو اس نے ایمان اس بھروسے لے آیا کہ دریا اس کو بھی راستہ دیدیگا۔ علاوہ بریں فرعون نہ مریض تھا نہ حالت غرغرہ میں مبتلا ہوا تھا اور نہ اس پر آخرت کے احکام ظاہر ہوئے تھے جو عموماً محتضر اور متغرغر کو ظاہر ہوا کرتے ہیں بلکہ اس کو تو اپنے زندہ رہنے کا اور اس کنارے سلامت پہونچنے کا پورا یقین تھا اور یہ حالت بعینہ اس شخص کی سی ہے جو طوفان اور بارش میں کلمہ توحید پڑھ رہا کہ چھت اس کے سر پر ٹوٹ پڑی اور دب کے رہ گیا۔ یا میدان جنگ میں ایک سپاہی کلمہ پڑھتے ہوئے دشمن سے قتال کر رہا ہے اور مارا جاتا ہے۔ یہ ایمان بالاتفاق صحیح ہے۔

۴۔موسیٰ اور ہارون علیہ السلام نے ربنا اتک اتیت فرعون و ملاءۃ زینتہ واموا لاً فی الحیوۃ الدنیا ربنا لیضلو عن سبیلک ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یومنو حتی یروا العذاب الالیم۔ کہا لہذا اس کا ایمان قبول نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگر فلا یومنو کا عطف لیضلو عن سبیلک پر ہے تو فلا یومنو کا جملہ دعائیہ جملے کے تحت آ نہیں سکتا اگر فلا یومنو کو امر کا جواب کہیں تو ترکیب نحوی سے غلط ہے۔

ہمارے عندیہ میں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اے پروردگار ان کے اموال تباہ کر اور ان کے دلوں پر خوف پیدا کر یہ جبتک کوئی سخت عذاب اور مصیبت اپنے آنکھوں سے نہ دیکھیں گے۔ ایمان نہ لائیں گے اور ہوا بھی ایسا ہی یعنے اس عذاب غرق اموال اور نفوس کو جب تک کہ فرعون نے نہ دیکھا ایمان نہ لایا۔ گویا موسیٰ وہارون علیہ السلام کو اس کا یقین تھا کہ عذاب کے دیکھنے کے بعد فرعون ایمان لائے گا۔ اور ایسے ہی ظہور بھی پایا اور ان دونوں نبیوں کی خواہش بھی یہی تھی کہ فرعون زندگی میں ایمان لائے خدائے وحدہ لاشریک پر تاکہ فرعون ہی کے زبان سے فرعون کے خدا بن بیٹھے رہنے کی تردید ہو اور خدا نے ایسا ہی کیا اور فرعون نے موسیٰ وہارون علیہما السلام کے خدا پر ایمان لایا۔

۵۔ آیات۔ فیقدمُ قومہٗ یومَ القیامۃ فاوردھُم النار وبئس الرفد المورود ۱؎ تبعو فی ھذہ الحیوۃ الدنیا لعنۃ ویومَ القیامۃِ بئس الرفد المرفود۔ فاَخذناہ وجنُودہ فنبذناھُم فی الیمّ فانظر کیف کان عاقبتہ الظٰلمین۔ وجعلناھُم

ائمة یدعون الی النار و یوم القیامة لا ینصرون و اتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنة و یوم القیامة ھم من المقبوحین بھی تردید ایمان پر پیش کی جاتی ہیں عرض خدمات ہے کہ جتنے ضمائر تلعین یلخلود فی النار کے آئے ہیں وہ سب جمع کے ہیں اور دوسری آیت ان سب کی تفسیر ہے۔ وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا و یوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب حق سبحانہ نے ادخلوا آل فرعون فرمایا ادخلو فرعون نفرمایا اور پہلی آیت میں اوردھم فعل متعدی ہے یعنے اپنی قوم کو دوزخ کی طرف ہانکے گا اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ یقدم سے کیا فائدہ ہے جواب یہ ہے چونکہ دنیا میں الوہیت کا مدعی تھا اس لئے اسی کو خداوند تعالیٰ قوم کا سردار بنائے گا تاکہ قوم جانے کہ اس کا دعویٰ غلط تھا اور اس کے بعد چونکہ اس نے ایمان لایا وہ نجات پایا اور قوم نے اس کے دعوی کو سچ جانا اور خدا پر ایمان نہ لایا اس لئے دوزخ ان کی جگہ ہوگئی۔

۷۔ اگر کوئی یہ کہے کہ فاخذہ اللہ نکال الاخرة والاولی۔ سے فرعون آخرت اور دنیا میں معذب ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہاں آخرت و اولی سے دنیا اور آخرت مراد نہیں بلکہ فرعون کے دو کلمے انا ربکم الاعلیٰ اور ما علمت لکم من الہٍ غیری مراد ہیں اور آیتہ کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرعون کی گرفت کی غرق سے بسبب ان دو کلموں کے۔

۸۔ اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ اللہ پاک نے ادخلوا آل فرعون العذاب فرمایا اس میں فرعون بھی داخل ہے جواب یہ ہے فرعون آل فرعون میں

اور ابراہیم آل ابراہیم میں بفحوائے آیت ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراھیم۔ داخل نہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درود شریف میں واو عطف لانے کی ضرورت نہ رہتی اور نیز اپنا نام نامی اسم گرامی علیحدہ درود میں داخل نفرماتے صرف اللھم صل علی آل محمد پر اکتفا فرماتے کیونکہ آل محمد میں حضور بھی بقول معترض صاحب کے داخل تھے۔

۹۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ فرعون کا ایمان بسبب ایمان نہ لانے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان ناقص رہا تو جواب اس کا یہ ہے کہ مشرک اور دھریہ کا ایمان بمجرد لا الہ الا اللہ کہنے کے پورا ہو جاتا ہے چنانچہ حلمی نے نقل کیا ہے کہ دھری و مشرک کا ایمان بمجرد تصدیق وجود صانع اور الٰہ حقیقی کے کامل ہو جاتا ہے اور امام الحرمین نے اکثر ثقات سے اس اجماع فقہا کی نقل کی ہے اور امام بغوی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ علاوہ بریں فرعون کا یہ قول وانا من المسلمین سارے جزیات ایمانی پر شامل ہے کیونکہ وہی مسلمان کہلا سکتا ہے جو اصول و فروع دین پر یقین رکھے۔

۱۰۔ اگر کوئی کہے کہ فرعون کا ایمان مقبول ہوتا تو جبرئیل علیہ السلام نے اس کو غرق ہونے سے کیوں نہ بچایا جواب یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرعون کو اس لئے غرق ہونے دیا کہ جبرئیل علیہ السلام کو یہ خوف تھا کہ اگر غرق ہونے سے بچگیا تو ممکن ہے کہ پھر بدل جائے۔

فلا طعن علی الامام محی الدین شیخ الاسلام والمسلمین حافظ ابو عبداللہ محمد بن علی الحاتمی الطائی رحمۃ اللہ علیہ

اگر شیخ نے کسی اور جگہ پر اس کے خلاف لکھا بھی ہو تو وہ علمائے ظواہر کی تقلید میں ہے ورنہ یہی شیخ کا کشف اور قطعی فیصلہ ہے کیونکہ فصوص شیخ رضی اللہ عنہ کی آخری تصنیف ہے۔

فرعون

فرعون کے لفظ کی مجمل تحقیق یہ ہے کہ یہ لفظ یقیناً مصری ہے اس کا صحیح تلفظ قبطی زبان میں فارع تھا فارع قبطی زبان میں آفتاب کو کہتے ہیں اور قبطی عقیدہ میں حاکم سمٰوت کو فارع بولا کرتے تھے اور ایک عرصہ کے بعد بادشاہوں کو فارع کہنے لگے لفظ فارع قبطی سے یونانی لفظ فاروع ہوا پھر عبرانی میں فارعن ہوا اور عربی میں فرعون ہو رہا۔

لفظ فرعون کسی خاص شخص کا نام نہیں ہے بلکہ مصر کے بادشاہوں کا یہ خطاب تھا جیسے آج کل قیصر زار۔ سلطان۔ وغیرہ خاندانی لقب بادشاہوں کے ہوتے ہیں چنانچہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں جو فرعون تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا خطاب فرعون نہ تھا اس خاندان کا بانی رامسیز اعظم تھا اس کے حکومت میں مصر کی سلطنت وادی ذی الحلفۃ تک تھی اس کے بعد اس کے فرزند سیتی اول نے اپنی سلطنت کو شام کے ملک تک وسعت دی اس کے وفات کے بعد اس کا بیٹا رامیسز ثانی تخت نشین ہوا اس نے اپنی سلطنت میں بہت سے ممالک ملائیے۔ اس کے بعد اس کا فرزند سیتی ثانی اس کا جانشین ہوا پھر رامیسز ثالث نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس کے مرنے کے بعد اس کا فرزند منفتح تخت نشین ہوا اور یہی وہ بادشاہ ہے جو

سیدنا موسی علیہ السلام کے زمانے میں خدا بن بیٹھا تھا اور اسی نے
انا ربکم الاعلیٰ کا دعوی کیا تھا اور اسی نے اپنی قوم سے کہا تھا۔
مَا علمت من الٰہ غیری اسی کا وزیر ہامان تھا اور اسی کو خدا نے غرق
کیا اور اسی نے غرق ہوتے وقت خدائے واحد جل جلالہٗ پر ایمان لایا تھا
اور اسی کو مومن کہنے کی وجہ سے امام محی الدین ابن عربی پر سات سو
علماء ظواہر نے کفر کا فتوی صادر کیا تھا۔

ڈاکٹر یم لاریٹ نے عمان ہوتپ ثانی (
کے مقبرہ سے جو تھیبس کے ویرانہ میں تھا موسیٰ علیہ السلام کے فرعون
منفتح کی ہنوط کی گئی اور صحیح سالم لاش تہ خانے سے برآمد کی اور ۱۹۰۰ء
میں قاہرہ دار الخلافت مصر کے عجائب خانہ میں رکھوا دیا اور ۸ جولائی
۱۹۰۷ء میں اس محفوظ سنگی صندوق کو ماہرین نے کھولا ان ماہرین کے
افسر ڈاکٹر اسمتھ تھے لاش تازہ کی تازہ نکل آئی جو کفن میں تھی اور کفن پر
مردہ کا نام اور تاریخ تخت نشینی اور تاریخ وفات لکھی ہوی تھی۔ اس موسوی
فرعون یعنے منفتح کا جسم کسیقدر فربہ۔ رنگ نہایت سیاہ۔ متوسط ہاتھ پیر
میانہ قد و قامت۔ گنجا سر۔ چاندی کے اطراف میں جھالر کے ایسے بال۔
کتابی چہرہ۔ اونچی محرابی ناک۔ آنکھوں کے دونوں حلقے خالی گویا دونوں
آنکھیں نکالی گئیں سر پر سونے اور چاندی اور جواہرات کا تاج جسم میں سفید ریشمی
قمیص تھا۔ اس کی تخت نشینی کی تاریخ مٹ گئی تھی مگر یہ نظر آتا تھا کہ یہ فرعون
ساٹھ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا اور سو سال حکومت کی اور غرق ہو گیا۔
اس کی لاش نیل کے کنارے دہقانوں کو ملی اور ان سے حکومت نے
لیکر اس کو تہ خانہ میں محفوظ کر دیا (ماخوذ از رسالہ اسٹرانڈ میگزین لنڈن

فروری ۱۹۰۹ء)۔

مصر کے عجائب خانہ کی گائیڈ بک صفحہ ۵۹۴ میں یوں مرقوم ہے کہ فراعنہ کی لاش صحرائے مینو بیا کے قریب کسی وسیع مکان میں پوشیدہ تھیں قریب کے گاؤں والوں نے سونے چاندی کی طمع سے اس مکان کو توڑا حکومت کو اطلاع ہونے پر اس مکان پر پہرہ رکھا گیا اور وہاں سے فراعنہ کی لاش عجائب خانہ لائی گئیں اور بڑے بڑے ماہران فن یورپ سے بلائے گئے انہوں نے ان صندوقوں کے ڈھکن نہایت ہوشیاری سے کھولے اور ہر ایک صندوق ایسے ہی بلا ڈھکن قرینے سے رکھدیا گیا ان فرعونوں کے حالات انہی کے کفنوں پر لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

شیخ پر بعض اعتراض

شیخ رضی اللہ عنہ نے فصِ آدمی میں انسان کو بمنزلہ مردمک چشم حق سبحانہ فرمایہ۔ جواب یہ ہے۔

کہ حق سبحانہ بذات خود مشاہد ذات وصفات افعال اپنے تھے پھر بحکم ظاہریت وآخریت کے اپنی ذات وصفات کا مشاہدہ مظاہر میں ملاحظہ فرمانا چاہا تو ایک مظہر جامع یعنے حقیقت محمدی کو جو حقیقۃً انسان کامل ہیں اپنی ذات سے ظاہر فرمایا اور اسی حقیقت محمدی کے آئینہ میں سارا عالم ملاحظہ فرمایا یہاں انسان سے مراد حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو حضرت سبحانہ کے حق میں بمنزلہ مردمک چشم ہیں چنانچہ آپ کی نسبت فرمایا ہے۔ فانك باعيننا

۲۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فص آدمی میں فرمایا انسان حادث ازلی ہے اس پر قدم عالم کے قائل ہونے کا الزام شیخ کو دیا جاتا ہے حالانکہ یہاں انسان سے مراد حضرت شیخ کی حقیقت انسانی ہے۔

۳۔ یہ اعتراض ہے کہ شیخ نے فص شیثی میں فرمایا انبیاء و اولیا یہ علم خاص مشکوٰۃ خاتم الاولیا سے ہی لیتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ خاتماں ولایت چار ہیں (۱)۔ خاتم اکبر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں دوسرے خاتم کبیر یہ سیدنا علی علیہ السلام ہیں تیسرے خاتم صغیر یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں چوتھے خاتم اصغر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ہوئے ہیں شیخ نے خاتم ولایت کو بمنزلہ آئینہ خاتم رسل استعمال فرمایا ہے اور خاتم الاولیا حقیقۃً آئینۂ جمال خاتم الانبیا ہے اعتراض یہ ہے کہ خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں اس علم خاص کو خاتم الاولیا سے لیا ہے جواب یہ ہے کہ حضرت ختم المرسلین باوجود حضرت جبرئیل سے افضل ہونے کے اور جبرئیل کے معلم ہونے کے حضرت جبرئیل سے قرآن اخذ کیا کرتے تھے۔

۴۔ شیخ پر یہ بھی اعتراض ہے کہ فص اسماعیلی میں فرمایا کہ کافر خلود نار سے لذت گیر ہوں گے جواباً عرض یہ ہے کہ "زنا"، باوجود فعل بد اور مضر صحت ہونے کے جس طرح زانی کو لذیذ معلوم دیتا ہے ایسے ہی آگ کے کیڑوں کو آگ لذیذ معلوم ہوگی۔

۵۔ یہ بھی اعتراض ہے کہ شیخ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ وعدہ کا خلاف نہ کرنا لازم فرما لیا ہے وعید کے خلاف کرنے کا مجاز ہے۔ جواب یہ ہے خود حضرت حق سبحانہ نے فرما چکا ہے فلا تحسبن اللہ مخلف

وعدہ رسلہٗ اور وعید کی نسبت فرمایا ونتجاوز عن سیئاتہم ویعفو عن کثیر۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا۔ پھر بعض علما کیوں گنہگاروں کو دوزخ ہی میں ڈھکیلا چاہتے ہیں

(۶) یہ بھی اعتراض ہے کہ شیخ نے فرمایا۔ سبحان من اظہر الاشیاء وھو عینہا۔ جواب یہ ہے جن معنوں میں یہ آیات قرآنی آئے ہیں یہی شیخ کے بھی مراد ہیں۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون۔ وھو معکم اینما کنتم۔ وکان اللہ بکل شیٔ محیطا۔ وھو علی کل شیٔ محیط۔ انّنی معکما اسمع واریٰ۔ ولکن اللہ رمیٰ ید اللہ فوق ایدیھم۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ ثم استویٰ علے العرش۔ مخلوق ہونے کی حیثیت سے عرش ہو فرش ہو انسان ہو حیوان ہو سب غیر خدا ہیں جب خدائے پاک غیر خدا یعنے اشیاء کے ساتھ اپنی معیت ذاتی۔ قرب ذاتی۔ احاطت ذاتی کو بیان فرماچکا ہے تو شیخ پر پھر کیا الزام ہے۔ مزید براں خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام جو عالم بھر میں اعرف باللہ ہیں فرماتے ہیں انا من اللہ والخلق کلھم منّی (دیلمی عن عبداللہ بن جراد) فاکون انا سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ التی یبصر بہ ولسانہ الذی ینطق بہ وقلبہ الذی یعقل بہ (طبرانی عن ابی امامہؓ) قرّبنی ربی حتیٰ اذ اکان بینی وبینہٗ کقاب قوسین اوادنیٰ لا بل لا ادنیٰ (خطیب وطبرانی عن انس) فان صورۃ الانسان علی وجہ الرحمٰن (دارقطنی والطبرانی عن ابی ہریرہؓ) لوانکم دلّیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط

علی اللہ (ترمذی وابوداؤد واحمد عن ابی ھریرہؓ) الی السماء التی فیھا اللہ ابن ماجہ عن ابی ھریرہ) الا کل شئ ما خلا اللہ باطلٌ (بخاری ومسلم) فان اللہ بینہٗ وبین القبلۃ (بخاری عن انسؓ) ان تمام حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے وہ ذات جل گرامی ہونے سے بھی گرامی تر ہے منزہ ہونے کے باوجود مشبہ بھی ہے ہرجائی بھی ہے اور بیجائی بھی ہے۔ ہر ذرہ میں اسی کا ظہور رہے پھر وہ کہیں نہیں۔

۷۔ فص ہودی میں فرمایا ہے میں اس کی غذا ہوں اور وہ میری غذا ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہے کہ خدا اس سے مبرا ہے جواب یہ ہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی (بخاری ومسلم عن ابی ھریرۃؓ) یا ابن ادم انی استطعمت فلم تطعمنی (مسلم عن ابی ھریرہ) سے یہ باتیں خدا کی طرف مجازاً مستعمل ہوی ہیں شیخ استعارہ میں فرماتے ہیں حضرت حق سبحانہ کی ذات مبارک سے میری ہستی قائم ہے اور میری وجہ سے حضرت حق سبحانہٗ کا ظہور اکمل ہے یعنے انسان قائم بالحق ہے اور حق سبحانہٗ ظاہر مظہر انسانی میں ہے۔

۸۔ فص عزیزی میں فرمایا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے یہ محض شیخ پر افترا اور بہتان ہے شیخ کے الفاظ یہ ہیں۔ فانہ بذالک فی شخص واحد وھو ان الرسول علیہ السلام من حیث وھو ولیٌ اتم منہ من حیث ھو نبیٌ ورسولٌ لا الولیٌ التابع لہٗ اعلی منہ فان التابع لا یدرک المتبوع ابدا فیما ھو تابعٌ لہٗ فیہ (فص عزیزی صفحہ ۱۴۲)۔

حضرات معترضین سے گزارش یہ ہے کہ اعتراض کرنے سے پہلے یہ خوب دل نشین کر لیں کہ جس علم میں انھیں بہرہ نہیں اس میں کاوش کرنی جہالت ہے۔

اِجتہاد

تاریخ سے یہ مبرہن ہوتا ہے کہ شیخ مالکی الملت تھے مگر ایک جلیل القدر عالم اور ثقہ محدث ہونے کی وجہ سے اکثر امور میں خود نے بھی اجتہاد فرمایا ہے ذیل میں چند مسئلے شیخ کے تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ وضو میں صرف مسح پیروں کا اگر کیا جائے تو وضو درست ہے
۲۔ سجدۂ تلاوت کے لئے قبلہ کی شرط نہیں۔
۳۔ عورتیں بھی عورتوں اور مردوں کی مشترکہ جماعت پر امام ہوسکتی ہیں
۴۔ کسی پانی میں اگر نجاست گر جائے اور اس کے مزہ اور بو میں فرق بھی نہ آئے تو وہ پانی پاک نہیں مگر طاہر ہے۔
۵۔ غسل جمعہ فرض ہے۔
۶۔ پاؤں کی طہارت کے لئے موزوں کا اوتارنا مخلل وضو نہیں
۷۔ اللہ پاک کو مختار کے نام سے بھی یاد کیا جا سکتا ہے۔
۸۔ فرعون با ایماں دنیا سے گیا۔
۹۔ تارک صلوٰۃ پر قضا کی ضرورت نہیں۔
۱۰۔ حیض کی اقل مدت کی کوئی معین حد نہیں۔
۱۱۔ متوطن کو پانی نہ ملنے پر تیمم جائز ہے۔

۱۲۔ صاحب جنب مسجد میں جا سکتا ہے اور ٹھیر سکتا ہے مگر تلاوت قرآن مکروہ ہے۔

۱۳۔ سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ میں وضو کی شرط نہیں۔

۱۴۔ اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ نہیں سکتا ہے۔

شیخ کے بعض واقعات

فتوحات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو مدین مغربی نے اپنے پیشہ صنعت و حرفت کو ترک فرما کے مراکش میں خانہ نشینی اختیار کی تھی۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے صنعت و حرفت کو کیوں ترک کر دیا فرمایا آپ حضرات کے پاس جب مہمان آتا ہے تو آپ کیا کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہم اس کی ساری باتوں کی خبر گیری کرتے ہیں فرمایا ہم سب حضرات حق سبحانہ کے مہمان ہیں وہ جب ہمارا خبر گیراں ہے تو ہم کو پیشہ کرنے کی کون ضرورت ہے مگر مہمان پر لازم ہے کہ میزبان کی نظروں سے غائب نہ ہو۔

شیخ مؤیدالدین جندی نے اپنے شیخ صدرالدین القونیوی سے شرح فصوص میں یوں تحریر کیا ہے کہ شیخ فرماتے تھے جب اسپین سے روم کا قصد کیا اور دریا پر پہونچا ایک وارد مجھ پر آیا کہ اس وقت تک جہاز پر نہ بیٹھوں جبتک کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی عنایت سے مجھے میرے حالات ظاہری اور باطنی کا خواہ برے ہوں یا بھلے مشاہدہ نکرو ادے حضور تامہ سے پھر میں حضرت حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہو گیا پس خدا نے بکمال عنایت مجھے

سارے احوال میرے ظاہر فرما دئیے حتیٰ کہ اے صدر الدین تمہاری اور تمہارے والد کی صحبت جو مجھ سے ہونے والی تھی یہ بھی معلوم کر دی گئی اور تمہارے سارے حالات اور فتوحات کا بھی مشاہدہ کروا دیا۔

شیخ صدر الدین فکوک میں لکھتے ہیں کہ ہمارے امام شیخ محی الدین کی نظر اس بلا کی تھی کہ جس پر نظر ڈالتے تھے اس کے عین سے آخرت تک کے حالات بیان کر دیتے تھے کیسے ہی عناد کسی کو آپ سے کیوں نہ ہو جب حضور میں حاضر ہو جاتا تھا وہ آپ کا حلقہ بگوش ہوئے بغیر جا نہ سکتا تھا

فتوحات کے ۲۴۲ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت مجھ کو حضرت حق نے مجھ سے بند فرما دیا ایک مدت مجھ پر ایسی گذری کہ نماز جماعت سے پڑھتا تھا اور امام بھی کیا جاتا تھا اور نماز کے سارے ارکان برابر ادا ہوتے تھے مگر قسم بخدا مجھے کسی بات کی بھی خبر نہ تھی نہ کسی آنے جانے والے کی یاد تھی نہ کسی تعلیم و تلقین سے آگاہ تھا حالانکہ روزانہ لوگ آتے جاتے تھے۔ اور درس جاری کا جاری تھا۔ اب یہ باتیں لوگوں سے سنکر لکھ رہا ہوں بس میرے حرکات نائم کے حرکتوں کے مشابہ تھے کہ حرکتیں تو اس سے برابر صادر ہو رہتی ہیں مگر اس کو مطلق علم نہیں۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بعینہ وہی معاملہ کیا۔ جو شیخ شبلی سے کیا تھا شبلی کو صرف نماز میں حالت صحو میں لایا کرتے تھے جنید نے الحمد للہ الذی لم یجر علیہ لسان ذنب اپنے مرید کی حالت سن کر فرمایا تھا۔ اور میں نے یہ شعر کہا ہے۔ ؎

یا من رانی و لا اراہ — کم ذا اراہ ولا یرانی

فتوحات میں فرماتے ہیں کہ ایام اقامت حرم مکہ میں میں نے

ایک جمعہ کے دن دوران طواف میں ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا کہ وہ کسی کے مزاحم نہیں ہوتا اور لوگ اس کے آر پار چلے جاتے ہیں اور وہ پھر جیسے کا تیسا ہے میں سمجھ گیا یہ کسی کی روح ہے جو طواف کو آئی ہے میں اس کا راستہ روک کر کھڑے ہو گیا اور اس کے جاتے وقت میں نے اس پر سلام کیا اس نے جواب سلام کا دیا میں نے پوچھا آپ کا اسم گرامی کیا ہے فرمایا احمد السبتی ہے میں نے کہا آپ جب دنیا میں تھے تو ہفتہ کے روز ہی کیوں کسب معاش فرماتے تھے فرمایا اس لئے کہ یکشنبہ سے جمعہ تک حق سبحانہ تخلیق میں مصروف تھا اور میں اس کی یاد میں رہا کرتا تھا اور شنبہ کے روز خدا کو کوئی تخلیق کا کام نہ تھا اس لئے میں اس روز کو فکر معیشت کے لئے مختص کر رکھا تھا اور میرے زمانہ کے لوگ مجھے اسی وجہ سے سبتی کہتے تھے جب میں اپنے قیام گاہ پر آیا میرے احباب نے مجھ سے پوچھا آج ہم نے طواف میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کو کبھی ہم نے مکہ میں نہ دیکھا اور یہ حج کے دن بھی نہیں ہیں یہ شخص آپ سے مصروف سخن تھا یہ کون تھا میں نے کہا وہ احمد سبتی تھے اور ان کو انتقال کئے ہوئے ستر سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔

فتوحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن شام کے ملک میں میرے چند احباب فقراء کاملین میرے نزدیک آئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ وقت کی لڑکی جو بڑی نیکبخت ہے سخت علیل ہو رہی ہے اور بادشاہ عصر اور اس کے سارے خاندان کے اراکین فقیر دوست ہیں خصوصاً آپ سے تو سخت محبت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہم فقیروں کو قوت لایموت کے لئے گذارے مقرر کر دیئے ہیں اب ہم سب اس کے احسان اتارنے کے لئے وہاں

چلیں. سب ملکر وہاں پہونچے بادشاہ اور اس کے فرزند اور داماد نے دروازہ تک شیخ کا استقبال کیا اور شیخ رضی اللہ عنہ کو مریضہ کے سرہانے لے گئے شیخ نے دیکھا کہ حالت نزع کی ہے اس کے باپ اور خاوند سے فرمایا جلد تر دست کاملہ دیدو دیت کاملہ قرعہ ڈالکر نکالی گئی اور دیدی گئی نزع کی حالت رُک گئی اور لڑکی نے آنکھیں کھولیں اور شیخ پر سلام کیا اور مسکرایا شیخ نے فرمایا خدا نے تجھے بخشا اور تیری جان تجھے واپس دی مگر اس کا معاوضہ اب ہم سے طلب فرمارہا ہے. تو اگر زندہ رہے گی تو ہزاروں مخلوق کو تجھ سے فائدہ پہونچے گا. میری ایک لڑکی ہے جو مجھے بہت پیاری ہے میں نے اس کو تیرے بدلے میں حسبۃ للہ اور محض اس لئے دیدیا کہ تجھ سے صدہا فقرا پرورش پا رہے ہیں. اس کے بعد اپنے مکان پر آئے اور اپنی لڑکی کو بلاکر واقعہ سنایا لڑکی نے کہا سمعنا و اطعنا اور کلمہ پڑھ کر لیٹ رہی ؎

درکوی تو عاشقاں چناں جاں بدہند ۔۔۔ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

فتوحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۵۹۶ھ میں بمقام مکہ معظمہ ایک شخص میرے نزدیک آیا اس کو فلسفہ اور طبعیات سے سخت الفت تھی لکے عقیدہ میں ہستی حق سبحانہٗ اور نبوت کی ضرورت نہ تھی اور معجزات اور خرق عادات کا سخت منکر تھا اتفاق سے یہ سخت جاڑوں کے دن تھے اور ہمارے کمرہ میں انگیٹی روشن تھی اس نے مجھ پر سلام کیا اور کہا عامہ مسلمانان کا یہ خیال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالے پر بھی جلے نہیں. اور یہ امر محال ہے کیونکہ آگ بالطبع محرق ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا جسد قابل حرق تھا غرض اس قسم کے تاویلات

اور لایعنی اعتراض کرنے لگا اور دوسرے سامعین سب میری صورت تکنے لگے میں نے بالاخر اپنی طرف اس کو مخاطب پاکر کہا اس انگیٹھی میں کتنی آگ ہوگی اس نے کہا دو چار سیر سے کم نہیں میں نے کہا آیا آتش بالطبع محرق ہے کہ نہیں کہا ہاں ضرور ہے میں نے کہا آیا یہ وہ اسی آتش کی بہن نہیں جو ابراہیم کے لئے سلگائی گئی تھی۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے اس آتشدان سے ساری آگ بلادست پناہ کے اپنے ہاتھ سے مٹھی بھر بھر کر نکالی اور اس منکر خدا کے گود میں ڈالا اور لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ اس کو پکڑے ہوئے رہیں اور پھر اس کے دونو ہتھیلیوں میں وہ دہکتی ہوی آگ ڈالدی اور ایک ساعت تک اس کو ایسے ہی روشن کئے پھر کہا تو اپنے ہاتھ سے اس آتشدان میں ڈالدے اس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ نہ تو اس کی ہتیلیاں جلیں۔ نہ جسم اسکا جلا۔ نہ دامن پر اس کے داغ پڑے پھر میں نے اس سے کہا اب تھوڑی سی آگ اپنے ہاتھ سے نکال کر میری ہتیلی پر رکھ اس نے اسی خیال سے کہ اس آگ نے اس کو نہ جلایا تھا آتشدان میں ہاتھ ڈالا اور چیخ مارا اس کی انگلیوں میں چھالے اٹھ گئے اور خود بخود دیکار کر کہنے لگا۔ آتش بالطبع محرق تو ہے مگر جلانے نہ جلانے کا اختیار اس کو نہیں وہ کسی اور کو ہے اور وہ خدا ہے۔ الحمدللہ منکر نے خدا اور نبیوں پر ایمان لایا اور میری خدمت میں رہا۔ میں نے یہ محض اس لئے کہا کہ خدا کا وجود ثابت ہو اور معجزۂ انبیا معرض اعتراض نہ بنیں۔ مجھے خود نمائی مقصود نہیں تھی۔

فتوحات میں تحریر کرتے ہیں کہ دوران قیام مصر میں میں اور

میرے ایک دوست شیخ ابو عبداللہ القربانی ۶۰۳ھ میں بازار کو روانہ ہوئے ابو عبداللہ اپنی لڑکی کے لئے قصریہ کوڈ یعنی رہیٹی مول لینا چاہتے تھے۔ مول لے کر واپس ہوے راستے میں چند اقطاب ملے اور ہم سے فرمائش کی کچھ کھلائیے ہم ایک میدان میں ٹھیرے رہے ہیں۔ بازار جاکر نان خورش اور شربت مول لایا شربت کے ڈالنے کے لئے ظرف نہ تھا میں نے شربت اس قصریہ میں انڈیلا اور ہم سب اسی میں نان خورش ڈلوا کر کھائے اور ہمارے مہمان ہم سے رخصت ہوے ہم دونوں مکان کو واپس آرہے تھے کہ اس برتن نے ہم سے پکارے کہا کہ قسم بخدا میں پھر ناپاکی کے قابل نہ بن سکوں گی جبکہ اولیاء اللہ نے مجھ میں نان خورش تناول کی ہے ابو عبداللہ کے ہاتھ سے وہ اچھل پڑی اور زمین پر گر کر پارہ پارہ ہوگئی۔ اور مجھپر ایک حال طاری ہوگیا افاقہ کے بعد میں نے ابو عبداللہ سے کہا شاید آپ کو یہ تصور ہوا ہوگا کہ ہم اولیاء اللہ ہیں یہ نادانی ہے ہم سے بڑھے چڑھے مردان حق ہم سے پہلے صدہا برتنوں میں تناول کئے ہوں گے اور وہ برتن بول و براز کے ظرف بنے ہوں گے پھر ہماری خصوصیت کیا ہے بلکہ اس ظرف نے ہمکو یہ تعلیم دی ہے کہ ہمارے دل جب محل معرفت اور جلوۂ حق سبحانہ ہوے ہیں ہم ان کو غیر سے آلودہ نہ کریں اور اس نے اپنے کو اس واسطے شکستہ کیا کہ ہم بھی اپنے کو اپنے سے توڑیں اور حق سبحانہ سے جوڑیں اس بیان پر شیخ ابو عبداللہ نے چیخ ماری اور بیہوش ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ کل حال و فی کل قال۔

فتوحات میں فرماتے ہیں۔

میرے ایک دوست یحییٰ بن یغان بادشاہ تلمسان ہو گئے تھے ایک روز وہ میرے راستے سے گذرے مجھ پر سلام کیا اور پوچھا اے شیخ اس لباس پُرتکلف سے جو میں پہنا ہوا ہوں نماز درست ہے کہ نہیں میں نے اس پر بہت خندہ کیا یحییٰ نے کہا ہنستے کیا ہو جواب دیجئے میں نے کہا آپ کی کم عقلی پر آپ ایک کتے کے برابر ہو جو مردار خوار ہے اور سرے پاک نجس ہے مگر جب پیشاب کرتا ہے تو ایک ٹانگ اٹھا لیتا ہے کہ قطرات پیشاب کے پیر پر نہ گریں۔ آپ کا توند مال حرام سے بھرا ہوا ہے اور بندگان خدا پر ظلم کر کے ان کے مال سے اپنا جسم گندہ اور خون آلودہ کر رکھے ہو اور اب پوچھتے ہو کہ حریر و دیباج سے نماز جائز ہے کہ نہیں یحییٰ ایک چیخ مارے اور گھوڑے سے گر پڑے ہوش آنے پر ترک سلطنت کر دیا اور میری خدمت میں رہنے لگے تین دن کے بعد میں نے ایک رسی روانہ کی کہ اب مہمانی ہو چکی لکڑیاں باندھ کر جنگل سے لائیے اور قوت بسری کیجئے گا۔ رسی اٹھائی لکڑیاں باندھ کر بازار لائے اور سر پر رکھکر فروخت کیا لوگ اس حال میں اپنے بادشاہ کو دیکھ کر روتے تھے لکڑیوں کی قیمت سے اپنی قوت کے مطابق رکھ لیتے تھے اور باقی نام خدا پر دیا کرتے تھے اور آپ پر چند مدت اسی طرح گذری اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے فیض کا دروازہ کھول دیا ایک روز مجھ سے لوگوں نے آکر التماس دعا کیا میں نے کہا کہ تم میں یحییٰ جبتک ہیں میری ضرورت نہیں۔ اگر وہ مبتلائے سلطنت اور دنیا رہتے تو خدا نے ان کو فقر کی توفیق نہ دی ہوتی۔

قوت القلوب میں شیخ طالب مکی نے یہ حکایت تحریر کی ہے کہ

شیخ رضی اللہ عنہ کو حق سبحانہ نے ایک واقعہ صحیحہ میں جبکہ وہ مدینہ منورہ میں مقیم تھے سارے انبیا علیہم السلام سے مشرف فرمایا جو حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں اس وقت تشریف فرما تھے اور کسی نے شیخ سے فرمایا آج ہم معشر انبیا تمہارے خاتم ولایت بنائے جانے پر حضور رسالتماب میں تہنیت پیش کرنے جمع ہوئے ہیں۔

مولنا احمد بن جلال الدین السمرقندی اربعین میں تحریر کرتے ہیں کہ میں شیخ الشیوخ العالم شیخ زین الدین ابو بکر الخوافی کے ہمراہ درویش آباد واقع افغانستان میں بماہ ربیع الاول ۸۲۹ھ مقیم تھا دو چار شب کے بعد میں اور ابو بکر خوافی نے حضور سرور عالم علیہ السلام کو سفید پوشاک پہنے ہوئے دیکھا آپ کے موے مبارک سیاہ تھے آپ کے دست مبارک میں ایک عصا تھا۔ ایک زنبیل میرے گلے میں آپ نے ڈالی اور شہر کے بازار کی طرف کوئی چار سو قدم تک رواں ہوئے اور میری زنبیل کی طرف دیکھکر فرماتے تھے اس زمانہ میں حلال ترین لقمہ وہ ہے جو اس میں جمع ہوتا ہے پھر فرمایا فصوص کی تعلیم جاری رکھو میں نے عرض کیا فرعون کے حق میں سرکار کا کیا ارشاد ہے فرمایا وہی سمجھو جو محی الدین نے اس میں لکھا ہے پھر عرض کیا وجود کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا کہ وجود حق میں حق ہے اور خلق میں خلق ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا خاک زیارت گاہ بہتر ہے مال زیارت گاہ سے اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ انت اللہ وانت مالوہ وھو علی ما اقول شہید۔

شیخ صفی الدین المنصور نے اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ امام محی الدین امام المحقق اور اجلاء العارفین کے قائد تھے اپ نے دمشق میں

شیخ ابو العباس الحرار کو لکھا اگر نئی باتیں آپ پر منکشف ہوی ہوں تو مجھے اس کی اطلاع دینا شیخ ابو العباس نے ان امور جدیدہ کو جو انپر منکشف ہوے تھے شیخ کو معلوم کرائے آپ نے انہیں اطلاع دی کہ ہر ایک امر جدید کو شیخ کے برزخ میں معائنہ کریں شیخ ابو العباس نے جب اس پر عمل کیا تو آپ پر بہت سی کشود ہوی اور آپ نے شیخ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی میں نے دیکھا ایک جماعت اولیاء اللہ کی جمع ہے اور ان کے وسط میں ایک جوان اندلس کے رہنے والے تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کہا کہ یہی غوث الزماں ہیں میں نے چاہا کہ اس اندلسی سے کچھ سوال کروں اتنے میں اندلسی نے مجھ پر کچھ دم کیا مجھے اور میرے ساتھیوں کو میرے سوال وجواب دونوں معلوم ہو گئے۔

شیخ عبد الغفار نے اپنی کتاب وحید میں روایت کی کہ ابن عربی کے مرید خاص شیخ عبد العزیز نے مجھ سے بیان کیا کہ امام محی الدین ایک دن راستہ سے تشریف لا رہے تھے کہ ایک شخص نے شیخ کو کھلے منہ گالیاں سنائیں شیخ خاموش رہے اور مکان آ گئے اتفاق ایسا ہوا کہ وہ شخص تیسرے ہی دن قضائے الٰہی سے مر گیا شیخ نے اس کی نماز جنازہ خود پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے اس کو مقبور فرمایا پھر خانقاہ میں آکر مراقب ہو رہے میں نے کھانا حاضر کیا تناول نہ فرمایا ایک شب کامل مراقب رہنے کے بعد صبح میں کچھ تناول فرمایا میں نے عرض کیا کہ سیدی کیا بات تھی فرمایا مین نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک اس اپنے دوست کو نہ بخشواؤں کھانا نہ کھاؤں۔ الحمد للہ خدا نے میری سن لی اور میں نے اب کھانا کھایا۔

شیخ عبد الغفار نے وحید میں روایت کی کہ شیخ عبد العزیز سے امام محب الدین طبری نے جو محدث مورخ اور شیخ الحرم تھے بیان کیا کہ ان کی والدہ شیخ کے بعض ان کلموں کی جو کعبۃ اللہ کی نسبت شیخ نے فتوحات میں تحریر فرمائے ہیں انکار کیا کرتی تھیں ایک روز میں اور میری والدہ دونوں نے دیکھا کہ خانۂ کعبہ شیخ رضی اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے اور میری والدہ نے پھر توبہ کیا۔

شیخ صدر الدین القونیوی خلیفہ حضرت شیخ نے روایت کی کہ جب شیخ بلاد اندلس سے دریائے قلزم پر پہنچے اور جہاز کے انتظار میں ٹھیرے رہے ایک روز بوقت ظہر آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے دیکھا کہ دریا کے وسط میں ایک مرد بزرگ معلق مصلیٰ پر نماز پڑھ رہے ہیں جوں ہی شیخ کی نظر ادھر پڑی آپ دریا پر ایسے چلکر وہاں پہونچے جیسے کوئی زمین پر چلتا ہے اور اس مصلے کے نیچے ہو کر دعا میں مصروف ہوئے وہ مرد بزرگ نماز سے فارغ ہوئے اور شیخ کا ہاتھ تھام کر مصلے پر اپنے ساتھ بٹھایا اور دیر تک باتیں کیں شیخ جب مغرب کے قریب واپس آئے تو مریدوں نے عرض کیا یا سیدی وہ مرد بزرگ کون تھے آپ نے فرمایا

کان ذالک الخضر علیہ السلام جاءنی لیعلمنی الطریقۃ

شیخ صدر الدین الفکوک شرح الفصوص میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ عبد الغفار بن کمال القونیوی نے مہدویت کا ادعا کیا میں نے اس کی تردید کی اس پر وہ میرا مخالف ہو گیا اور اپنے پیرووں کو مجھ پر اکسا دیا وہ مجھے طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے میں نے شیخ سے ذکر کیا شیخ نے مراقبہ فرمایا میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کے مرید سب دست بستہ

میرے روبرو بیٹھے ہیں۔ جب میں مغرب کی نماز مسجد میں ادا کیا دیکھا کہ وہ شخص اور اس کے حلقہ بگوش سب جمع ہیں میں نے نماز پڑھی اور دعا مانگی اس کے بعد وہ اور اس کے سب پیرو میرے ہاتھ پر بیعت کے طالب ہوئے۔

امام یافعی نے ارشاد میں لکھا ہے کہ محدث شام امام عزالدین بن عبدالسلام شیخ کے سخت منکر تھے اور اپنے شاگردوں کے آگے کہا کرتے تھے کہ شیخ زندیق ہیں ایک روز کا اتفاق ایسا ہوا کہ شیخ ان کے مدرسہ میں کسی کام پر گئے شیخ عزالدین شیخ کو آتے ہوئے دیکھا اٹھ کھڑے ہو گئے اور کہا اگر کوئی قطب الزمان کو دیکھنا چاہتا ہے تو ہمارے شیخ محی الدین کو دیکھ لے۔ شیخ رضی اللہ عنہ کی واپسی پر طلبہ نے کہا حضرت آپ تو شیخ کو زندیق فرمایا کرتے تھے پھر انھیں آج قطب الزماں کا لقب دیا یہ کیا بات ہے فرمایا۔ ذالک القال و ذالک الحالُ وہ کہنا تھا اور یہ دیکھنا ہے۔

سا شیخ عبدالعزیز نے وحید میں روایت کی ہے کہ امام محی الدین جب خانہ کعبہ میں تھے روزانہ تیں جزء کے بحساب فتوحات لکھا کرتے تھے ایک سال میں اس کو تمام کیا اور ایک سال کامل خانہ کعبہ پر اس کتاب کے اجزا رکھدئے طوفان آیا بارش ہوئی۔ مگر سال بھر کے بعد جب نکالا تو کتاب جیسی کی تیسی نکل آئی۔ دوران تحریر فتوحات میں ایک روز کا اتفاق یوں ہوا کہ امام فخرالدین رازی کعبۃ اللہ آئے تھے تو سارے لوگ مکہ معظمہ کے آپ کی پیشوائی کو نکلے اور بڑے تکریم و تعظیم سے آپ کو کعبہ میں لائے امام صاحب نے دیکھا کہ سب تو آپ کی آو بھگت

کر رہے ہیں ایک اندلسی بزرگ تحریر میں مصروف ہیں اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے آپ نے خیال فرمایا اولئک کالانعام دوسرے دن خانہ کعبہ میں مجلس وعظ منعقد ہوی اور امام رازی ممبر پہ بیٹھے مگر سوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور کچھ نہ کہہ سکے لوگوں سے خرابی مزاج کا عذر کرکے واپس آئے اور دل میں سوچا کہ یہ اسی اندلسی کا کام ہے پھر آپ شیخ کے نزدیک جاکر بیٹھے اور انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے آپ کا قلم چھینا آپ نے اپنے شغل سے صحو میں آکر فرمایا رازی ہم انعام ہیں۔ ہم سے کیا کام ہے امام رازی آبدیدہ ہوے آپ نے فرمایا زبان نکالو امام رازی نے تعمیل کی آپ نے وعلمناہ من لدنا علما۔ فرماتے ہوے ایک نقطہ اپنے قلم سے ان کی نوک زبان پر لگا دیا اور اسی شام سے حقائق ومعانی وفلسفہ اور اسرار امام رازی کی زبان سے جاری ہوگئے۔ ایک دن برسر ممبر آپ نے حضرت امام محی الدین کی نسبت فرمایا۔ وھذا الاندلسی بینکم من کبار اولیاء اللہ العارفین۔

آپ کے مرید خاص شیخ ابو العباس سے ارشاد میں روایت ہے کہ ایک روز جب آپ دمشق میں رونق افروز تھے آپ پر حال وارد ہوا اور آپ ۹ ماہ شب و روز مستغرق رہے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا اور نہ شب میں آرام فرمایا آپ کی آنکھیں کامل ۹ مہینے تک چھت سے لگی رہتی تھیں اور ایک آن آپ حق سبحانہ کی دید سے غافل نہ ہوئے جب نو مہینے ہوچکے حق تعالیٰ نے اپ پر منازل قمر کے روحانیات متمثل فرما کر منکشف فرمائے اس کی تصدیق شیخ ابو طالب مکی نے بھی کی ہے

۔ حافظ ابن النجار نے ذیل میں روایت کی ہے کہ دوران قیام شہر طوس میں ایک دن شیخ نے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے جتنے نمازی تھے سبھوں نے چیخ ماری اور بیہوش گر پڑے۔ جب شیخ کو ہوش آیا تو مصلیاں بھی ہوش میں آئے شیخ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے آج مجھپر اپنی تجلی خاص فرمائی۔

فلوک میں شیخ صدر الدین القونیوی تحریر کرتے ہیں کہ شیخ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح سے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور میں سرور عالم علیہ السلام کے متجسد اور متمثل ہو کر ظہور فرماتے تھے حق سبحانہ خارج میں میں متجلی ہو کر میرے روبرو رہتا ہے وہ مجھ کو خطاب فرماتا ہے مجھ سے باتیں کرتا ہے اس کو میں دیکھتا رہتا ہوں اور اس کی سنتا رہتا ہوں وہ مجھ سے کبھی غائب نہیں ہوتا ہے بعض دفعہ کھانا کھانے کو کہتا ہے تو کھالیتا ہوں اور بعض مرتبہ منع فرماتا ہے تو نہ کھاتا ہوں اور طبعاً مجھے خواہش بھی نہ رہتی ہے اور کھانا جیسا کا تیسا میرے روبرو سے اٹھا لیا جاتا میں جب اٹھتا ہوں تو وہ اٹھتا ہے میں بیٹھتا ہوں تو وہ بھی بیٹھ جاتا ہے وہ مجھ کو نہیں چھوڑتا ہے میں اس کو چھوڑ سکتا نہیں۔

علامہ ابن المنصور نے اپنے رسالہ میں روایت کی کہ شیخ کے پاس فتوحات اور نذر و نیاز بہت آتے تھے اور آپ سب کا سب اسی دن فقراؤں پر تصدق فرمایا کرتے اور فرماتے تھے کہ اہل فقراؤں کا حصہ ہے اسی لئے دیا جاتا ہے کہ فقیروں پر خرچ کیا جائے۔ بعض مریدوں نے کہا یا سیدی سب فقیر فقراء اللہ کیسے ہو سکتے ہیں فرمایا حقیقۃً میں سب کے سب اللہ کے فقیر ہیں اور اللہ پاک غنی ہے۔

دوسرے یہ جو لوگ اہل اللہ کی صورت میں آئیں خواہ وہ حقیقی فقیر ہوں یا نہ ہوں مگر من تشبہ بقوم فھو منھم کے بمصداق صورت کے فقیر بھی حقیقی فقراء شمار کئے جاتے ہیں اور فقیروں کا دیا لیا خالی نہیں ہوتا اس کا بدلہ اور معاوضہ حق سبحانہ بذات خود دیتا ہے جو امور کہ ریاضات اور عبادات اور ذکر و شغل سے برسوں میں حاصل ہوتے ہیں وہ فقراء پر انفاق کی وجہ سے دنوں میں ملتے ہیں۔

علامہ ابن المنصور نے شیخ عبدالعزیز سے روایت کی کہ بادشاہ حلب نے شیخ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بڑا سا مکان ایک لاکھ قرش کا مول لے دیا تھا ہم ایک روز حضور میں حاضر تھے ایک سائل آیا اور کہا میری دو لڑکیاں ناکتخدا ہیں اور ان کے خرچ کا متحمل نہیں ہوں شیخ نے اپنے خزانہ دار سے پوچھا خزانہ میں کتنی رقم ہے ابو الظریف نے جو خزانہ دار تھے عرض کیا اللہ ہی اللہ ہے فرمایا الحمد للہ این خانہ ہم للہ است اور لاکھ روپیہ والا مکان فقیر کو دیدیا اور آپ مع اہل و عیال مسافر خانہ میں جارہے

شیخ الاسلام المخزومی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن جب شام میں تشریف فرما تھے تو علمائے فحول اور صوفیائے عظام دور دور سے ہزاروں کی تعداد میں آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور اور جو آیا آپ کا معتقد ہوجاتا تھا آپ کے معتقدوں اور مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے آپ کے تمام منکر اور معتقد اس بات پر متفق ہیں کہ شیخ کے تیس سال کی اقامت شام میں آپ سے تکبیر تحریمہ کسی نماز کی نہیں ترک ہوی۔

امام یافعی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ امام محی الدین ابن عربی اور

امام شہاب الدین السہروردی کی ملاقات بغداد میں سرِ راہ ہوی ایک نے دوسرے کو دیکھا اور صاحب سلامت کی مگر بات چیت نہ کی شیخ سے آپ کے مریدوں نے پوچھا یہ کون بزرگ تھے آپ نے فرمایا دجل مملوءٌ من قرنہٖ الیٰ قدمہ من السنۃ شیخ شہاب الدین نے اپنی جگہ پر آپ کی نسبت فرمایا وھو بحرالحقائق والاسرار۔

امام یافعی نے ارشاد میں روایت کی ہے آپ نے قسطنطنیہ اور قونیہ کا سفر اکثر فرمایا ہے اور بعض کتابوں میں آپ نے تحریر فرمایا کہ سلطان سلیم خاں ابن سلطان عثمان خاں ایک بادشاہ قوم ترکیہ کا قونیہ پر دوصد سال کے بعد ہوگا۔ اس کے ہاتھ پر حق سبحانہ قسطنطنیہ فتح فرمائیگا واذا دخل السین فی الشین ظھر قبر محی الدین یعنے جب سلیم خاں شام فتح کرے گا تو فقیر محی الدین کی قبر بھی ظاہر ہوجائے گی۔ اور شیخ کی پیشین گوئی بعد دوسو سال کے لفظ بلفظ پوری ہوی۔

سپہ سالار مصنف سوانح مولانائے رومی تحریر کرتے ہیں کہ مولانا جلال الدین رومی نے ایام تحصیل علوم میں بعمرسی سالگی دمشق میں شیخ محی الدین عربی سے ملاقات کی اور وہ ۶۳۳ھ تھا اور اس زمانہ میں دمشق میں امام محی الدین کے علاوہ شیخ سعدالدین الحموی۔ شیخ عثمان رومی۔ شیخ اوحدالدین کرمانی اور شیخ صدرالدین قونیوی سے بھی مولانا کو اکثر صحبتیں رہیں شیخ صدرالدین قونیوی اور مولانا میں بڑا اخلاص اور پیار تھا اور آخر عمر تک مولانا ان سے ملتے جلتے رہے۔

مولانا جلال الدین رومی ۶۰۴ھ میں بمقام بلخ پیدا ہوے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی اور بعد اپنے والد کے انہی کے ایک معزز شاگرد

برہان الدین محقق سے تربیت پائی ۶۲۹ھ میں آپ نے جب آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی شام کا سفر کیا اور تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اس زمانہ میں سلطان صلاح الدین کے بیٹے الملک الظاہر نے قاضی ابوالمحاسن کے تحریک سے متعدد بڑے بڑے مدرسے قائم کئے اور یہی وہ زمانہ ہے جبکہ دمشق میں آپ نے شیخ سے مدرسہ بڑانیہ میں ملاقات فرمائی۔ مولانا حلب اور دمشق میں ۶۳۶ھ تک مقیم رہے اور اس وقت مولانا کی عمر بتیس سال کی تھی۔ اور دو سال بعد یعنی ۶۳۸ھ میں حضرت شیخ کا وصال ہوا۔ مولانا نے یہ اشعار شیخ کے فراق میں تحریر فرمائے ہیں۔

ما عاشق و سرگشتہ سودائے دمشقیم — جاں دادہ و دل بستہ و شیدائے دمشقیم
اندر جبل صالحہ کانے است زگوہر — کاندر طلبش غرقۂ دریائے دمشقیم

جبلِ صالحہ وہ مقام ہے جہاں شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے غالباً یہ اشعار مولانا نے شیخ کے وفات کے بعد تحریر فرمائے ہیں۔

شیخ اور علماء

ہمارے شیخ محی الدین امام ابن عربی کی نسبت علماء اہل ظاہر کے تین آراء ہیں بعضوں نے آپ کی تکفیر کی ہے بعضوں نے آپکی توقیر کی ہے اور بعضوں نے کوئی تقریر نہیں کی۔

ا۔ جنہوں نے شیخ کے خلاف کفر اور تکفیر کے فتوی دیئے اور آپ کی تذلیل کا بیڑا اٹھایا۔ ان میں مشہور امام شمس الدین السخاوی۔ علامہ سعد الدین التفتازانی۔ شیخ ابن حیان مفسر حافظ ابن المقری۔ ابن عراقی

الشافعی۔ علامہ ابن الدقیق۔ ابن خیاط الشافعی۔ شہاب الدین احمد الناشری ابوحیان۔ وغیرہم نہایت مشہور رہیں۔

۲۔ جن لوگوں نے آپ کی نسبت کوئی فیصلہ نہ کیا اور سکوت کیا انہیں حافظ ابن عساکر۔ حافظ ابن بشکوال حافظ ابن مسکویہ۔ حافظ سمعانی علامہ جلال الدین دوانی۔ وغیرہم ہیں۔

۳۔ جن بزرگواروں نے باوجود شیخ کے مسائل سے مختلف رہنے کے شیخ کو برا نہ کہا۔ علاء الدولہ سمنانی۔ علامہ ابن تیمیہ۔ علامہ شمس الدین الذہبی۔ حافظ عزالدین عبدالسلام علامہ سراج الدین البلقینی علامہ قطب الدین الشیرازی تلمیذ رشید محقق طوسی وغیرہم ہیں۔

بقول علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ان بزرگواروں نے شیخ کو دیکھا نہیں یا دیکھنے سے قاصر تھے لہذا یہ لوگ معذور ہیں اللہ ان پر رحم فرمائے آمین اور اپنے فضل سے ایمان بالغیب کے ساتھ ساتھ مشاہدہ کا ثواب بھی انہیں مرحمت فرمائے۔

مداحین

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے سخت معتقد اور تعریف کرنے والے اور آپ کے جلالت وعظمت کے قائلین کی جماعت آپ کے مکفرین سے بہت بڑی ہی چڑھی ہوی ہے۔ منہم۔

۱۔ امام المحدثین جمال الدین ابوالفرج علامہ ابن الجوزی الحنبلی۔ (۲)، حافظ محب الدین الطبری۔ (۳)۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر المفسر المحدث

(۴) حافظ ابن رجب الحنبلی المحدث۔ (۵) حافظ ابن نجار الحنبلی المحدث۔
(۶)۔ حافظ عبد الغنی النابلسی المحدث الفقیہ۔ (۷)۔ حافظ مقدسی المحدث
(۸) حافظ مجد الدین الفیروز آبادی المحدث الفقیہ۔ (۹)۔ حافظ عبد الروف
المناوی المحدث۔ (۱۰) حافظ جلال الدین السیوطی المحدث۔ (۱۱) امام
فخر الدین الرازی المفسر العلامۃ۔ (۱۲)۔ مولانا جلال الدین رومی العالم الربانی
(۱۳) قاضی القضاۃ شیخ سراج الدین الھندی الحنفی مصنف شرح ہدایہ
وشرح مغنی۔ (۱۴) شیخ ولی الدین محمد بن احمد الشافعی جن کے جنازہ پر
تیس ہزار شخصوں نے نماز پڑھی متوفی سنہ۔ (۱۵)۔ علامہ ابو ذر احمد
بن عبد اللہ العجمی متوفی سنہ۔ (۱۶) شیخ بدر الدین احمد بن شرف
الدین سنہ۔ (۱۷) شمس الدین محمد المعروف بہ شیخ ضعیف سنہ ۹۰
(۱۸) حافظ ابو عبد اللہ التوزی المغربی متوفی سنہ۔ (۱۹) علامہ ابن
نجم الصوفی متوفی سنہ ۲۰۰۸۔ (۲۱) شیخ اسمعیل الزبیدی متوفی سنہ ۰۶
(۲۲)۔ علاو الدین الدمشقی الشافعی سنہ ۲۹ (۲۳)۔ علامہ شمس الدین البساطی
المالکی سنہ ۴۲۔ (۲۴) برہان الدین البقاعی۔ (۲۵) علامہ ابن ابی
الوفا المعری الشافعی۔ (۲۶)۔ علامہ صفدی۔ (۲۷) علامہ زین الدین
الخا آنی۔ (۲۸) شیخ ولی الدین العراقی۔ (۲۹) شیخ صدر الدین القونوی
(۳۰)۔ شیخ علاو الدین القونوی۔ (۳۱) شیخ الاسلام نووی الشافعی
شارح صحیح مسلم۔ (۳۲) حافظ الحدیث الشیخ صفی الدین ابن المنصور
(۳۳) شیخ الاسلام حافظ الحدیث تاج الدین السبکی الشافعی۔ (۳۴) شیخ
الاسلام حافظ الحدیث تقی الدین السبکی الشافعی (۳۵) شیخ الشیوخ شہاب
الدین السہروردی۔ (۳۶)۔ شیخ العالم شیخ نجم الدین الکبری۔ (۳۷) شیخ

نجم الدین الاصفہانی۔ (۳۸) الشیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ (۳۹) علامہ کمال الدین ذملکانی۔ (۴۰) امام العلامہ حافظ محمد بن اسعد الیافعی الشافعی (۴۱)۔ خواجہ خواجگان خواجہ ابوالنصر محمد پارسا نقشبندی خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہما۔

جن بزرگواروں نے شیخ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی تصنیفوں میں ترجمے شایع فرمائے ہیں ان کے نام ذیل میں مرقوم ہوتے ہیں۔

۱۔ حافظ جلال الدین السیوطی فی تنبیہ الغبی فی تنزیہ ابن عربی۔ (۲) حافظ عبد اللہ ابن عمر الیمنی فی سرور المقربین۔ (۳) امام سعری الشافعی فی الفتح المبین۔ (۴)۔ حافظ فیروز آبادی فی الاغتباط۔ (۵) علامہ سراج الدین الہندی فی شرحہ علی الھدایہ۔ (۶)۔ حافظ ابن حجر المکی فی انباء الغمر و فی المنح الملکیہ (۷) شیخ تاج الدین عطاء اللہ فی اللطائف المنن۔ (۸) امام عبد الوہاب الشعرانی فی الطبقات ونسب الخرقۃ و فی الیواقیت والکواکب (۹)۔ امام الشیخ الاسلام ذکریا فی الفتاوی۔ (۱۰) والبقاعی فی معجمہ۔ (۱۱) امام الیافعی فی الارشاد۔ (۱۲) وابن النجار فی ذیل تاریخہ (۱۳) وابن رجب فی طبقات۔ (۱۴) عزالدین بن عبد السلام فی حل الرموز۔ (۱۵) امام صفی الدین المنصور فی الفریدیہ۔ (۱۶) صاحب کشف الظنون۔ (۱۷) الباذری فی توثیق العری۔ (۱۸) الشیخ عبد الغفار القوصی فی الوحید (۱۹) والصفدی فی تاریخہ (۲۰)۔ والمخزومی فی کشف الغطاء (۲۱)۔ علامہ نعمان الاندلسی فی جلاء العینین۔

(یہ فہرست اور اوپر کی فہرست ہمنے ابن حجر مکی کی تصنیف انباء الغمر سے ماخوذ کی ہے۔ عینی)۔

مکشوفات

۱۔ سب سے بڑا اور جلیل القدر مکشوف آپ کا وحدۃ الوجود ہے
جلد دوم مکتوبات کے اٹھانوے مکتوب میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"او تعالیٰ موجود است و عالم ماسوائے اوست سبحانہ موہوم و متخیل ہر چند عالم بصنع او تعالیٰ اتقان و استحکام بر نہجے پیدا کردہ است کہ بار تفاع وہم و خیال مرتفع نیست و معاملہ تنعیم و تعذیب اخروی با و مربوط است اما ثبوت عالم در مرتبہ حس و وہم است و بیرون حس و وہم او را قدمگاہے نیست کمال قدرت اوست سبحانہ کہ موہوم و متخیل را در حق ثبات و استقرار حکم موجود عطا فرمودہ است و احکام موجود بروے جاری ساختہ اما موجود موجود است و موہوم موہوم است۔

حضرت امام العارفین شیخ محی الدین فص یوسفیہ میں فرماتے ہیں۔

فاعلم انك خیال وجمیع ما تدرکہ مما یقول فیہ سوی خیالٌ فالوجود کلہ خیال فی خیال والحق انما ھو اللہ خاصۃ۔

فقیر عینی کے نظر میں تو ان دونوں بزرگواروں کے کشف میں کوئی امتیاز نہیں معلوم دیتا ہے صرف لفظوں کی اولٹ پھیر ہے اور انہی دو بزرگوں نے جو بیان کیا ہے وہی اصلی وحدت وجود ہے۔

۲۔ شیخ کا دوسرا بھاری اور وزنی مکشوف ایمان فرعون ہے
جس پر ہم نے مدلل تقریر کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضرت شیخ کا

کشف کتاب وسنت سے مدلول ہے۔

۳۔ تیسرا کشف آپ کا الحق محسوسٌ والخلق معقولٌ۔ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ موجود ہی محسوس ہو سکتا ہے اور معدوم ہمیشہ معقول ہے۔ اس سے بھی وحدت وجود ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ جو وجود ہے وہی محسوس ہے اور خلق امر موہوم اور معقول ہے کیونکہ عدم ہے۔ فهم من فهم۔

۴۔ الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود۔ اس سے مراد شیخ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ صور عالم جو علم الٰہی میں مرکوز ہیں وہ ظہور نہیں پا سکتے ہیں بلکہ وہ دائرہ علم الٰہی میں ابداً رہیں گے۔

۵۔ الولایۃ افضل من النبوۃ اس سے نبی کی ولایت نبوت نبی سے افضل ہے مراد لی ہے کیونکہ نبی جہت ولایت سے واصل بہ حق اور نبوت کی جہت سے شاغل بخلق ہوتے ہیں اور جہت حقانی ہمیشہ فضیلت رکھتی ہے۔

۶۔ ایمان بالغیب کا مشاہدہ بہت کم بزرگوار ایسے گذرے ہیں جنھیں اللہ پاک نے ان کے ایمانیات اور تیقنات کا تفصیل سے مشاہدہ کروایا ہو۔ ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ منجملہ ان شاذ ونادر اصحاب کے ہیں جن پر خدائے جلشانہ نے اتنا بڑا فضل فرمایا۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

اذا کشف اللہ عن بصری و بصیرتی و خیالی فعلمت قدر من اتبعتہ وھو الرسول المبعوث الی سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشھدت جمیع الانبیاء کلھم من آدم الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۷۔ افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ، یوں تو یہ مسئلہ مسلمہ اہل السنۃ ہے مگر شیخ کے سوا آپ سے پہلے کسی نے اس کا مشاہدہ نہ فرمایا (فتوحات ب ۹۳ ب ۳۰۳ ب ۳۶۳)

تمثل سورہ فاتحہ

فتوحات میں فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت ولیہ کی سالہا سال خدمت کی ہے اور اس وقت ان کا سن پچانوے تھا لیکن ان کے چہرہ پر رونق اور تازگی ویسی ہی تھی جیسے جوانی میں رہتی ہے مجھے ان کے دیکھتے ہوئے شرم آتی تھی۔ حق سبحانہ کے ساتھ ان کا عجیب و غریب معاملہ تھا ایک لحظہ آنکھ ان کی خدا کے مشاہدہ سے جھپکتی نہ تھی۔ آپ کی خدمت میں جتنے فقرا آتے تھے ان سب سے بڑھ کر مجھی کو چاہتی تھیں اور اپنی خدمت کا شرف مجھی کو مرحمت فرماتی تھیں اور فرمایا کرتیں کہ محی الدین کے ایسا میں کسی اور کو نہیں دیکھتی ہوں اور مجھ سے پوچھتی تھیں جنھیں خدا کی محبت کے دعوے ہیں انہیں بے دیکھے کیسی چین پڑتی ہے حالانکہ حق سبحانہ ہمیشہ روبرو ہے اور ہمیشہ لوگ اس کے حضور میں ہیں پھر دیکھتے کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اگر محبت حقیقی ہوتی تو دیکھنے کی خواہش ہوتی اگر خواہش ہوتی دید بھی ہوتی خدا کی لوگوں کو محبت نہیں بلکہ اس کے دین لین کی محبت ہے فرماتی تھیں کہ حق سبحانہ نے سورہ فاتحہ کو میری خدمت کے لئے مقرر فرمایا ہے ایک دن ایک بڑھیا ان کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میرا شوہر غائب ہو گیا ہے اور دوسرا نکاح کیا چاہتا ہے میں نے پوچھا تم

تمہارا شوہر واپس مانگتی ہو کہا یہی چاہتی ہوں فاطمہ سے میں نے عرض کیا کہ ان کی حاجت براری ہو آپ نے فاتحہ پڑھا میں نے بھی آپ کے ساتھ پڑھا میں نے دیکھا ایک خوبصورت نوجوان متجسد ہو کر ان کے سامنے آگیا آپ نے اس سے فرمایا جاؤ اور اس کے شوہر کو جہاں کہیں ہو وہاں سے لے آنا۔ اس کا شوہر دوسرے دن ہمارے سامنے واپس آگیا۔

نصیحتیں

جس طرح شیخ اپنے زمانہ کے بہترین محدث اور فقیہ اور عارفوں اور صالحوں کے مربی و امام تھے اسی طرح ناصحوں اور واعظوں کے بھی آپ شیخ الرئیس تھے۔ آپ کی بعض نصیحتیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۔ فاعلم انہ معك حیث ما کنت۔

تم کہیں بھی رہو خدا تمہارے ساتھ ہے

۲۔ الناظر والمنظور ھو اللہ۔

ناظر و منظور دونوں اللہ ہی اللہ ہے۔

۳۔ لاتبقی من عرف

عارف کو بقا کہاں ہے۔

۴۔ حب اللہ ایمان

خدا کی محبت ہی ایمان ہے۔

۵۔ اسلم تسلم

خدا کے حوالہ ہو رہو تو بقا ہے۔

۶۔ العالم ھو الظاھر و الباطن ھو اللہ۔

ظاہر عالم ہے اور باطن خدا ہے

۷۔ کن عبد الرب ولا تکن رب العبد۔

خدا کے بندے بنے رہو بندوں کے خدا نہ بننا۔

۸۔ افلح من سکت

سلامت رہا جو زبان بند رکھا۔

۹۔ لا تنظر الی ما قال و انظر الی من قال۔

کیا کہتا ہے یہ نہ دیکھنا بلکہ کون کہتا ہے دیکھنا۔

۱۰۔ اذا نسیت نفسک عرفت ربک۔

خود فراموشی عرفان حق ہے۔

۱۱۔ کن مع اللہ فی النھار و فی اللہ فی اللیل۔

بظاہر خدا کے ساتھ اور بباطن فانی فی اللہ رہنا۔

۱۲۔ کن مع الحق بلا خلق

خلق سے توڑ و حق سے جوڑو۔

۱۳۔ ادعوا اللہ لا تذرہ ابداً حتیٰ یعطیک

دیئے تک خدا سے مانگتے چلے جاؤ۔

۱۴۔ وھو الاٰن کما کان۔

خدائے تعالیٰ الآن کما کان ہے۔

۱۵۔ دع ما سواہٗ

اس کے سوی کو ترک کر دو۔

۱۶ الیقین ھو اللہ

یقین ہی خدا ہے۔

۱۷۔ وھو تجاھك اذا شئت

جب تو چاہے وہ تیرے پاس ہے۔

۱۸۔ العلم نورٌ و لذا حجابٌ

علم نور ہے اسی لئے حجاب ہے۔

۱۹۔ الموت بطونٌ

موت بطون ہے۔

۲۰۔ یحرم النظر فی کتبنا

ہماری کتابیں دیکھنا حرام ہے۔

معاصرین شیخ

(۱) ہمارے خواجۂ خواجگان معین الحق والدین حسن السنجری الاجمیری۔ رضی اللہ عنہٗ (۵۳۱ھ - ۶۳۳ھ)۔ (۲) شیخ الشیوخ العالم شیخ شہاب الدین السہروردی رضی اللہ عنہٗ۔ (۵۳۹ھ - ۶۳۲ھ)۔ (۳) مولانا شمس الدین محمد بن علی بن ملک داؤد التبریزی رضی اللہ عنہٗ۔ (۵۳۰ھ - ۶۴۵ھ)۔ (۴)۔ ابو المکارم رکن الدین علاؤ الدولہ احمد السمنانی رضی اللہ عنہٗ۔ (۶۵۹ھ - ۷۳۶ھ)۔ (۵) شیخ الشیوخ سعد الدین الحموی رضی اللہ عنہٗ (۵۸۷ھ - ۶۵۰ھ)۔ (۶) شیخ مجد الدین بغدادی رضی اللہ عنہٗ۔ (۵۳۰ھ - ۶۱۶ھ)۔ (۷)۔ شیخ الشیوخ الشیخ نجم الدین الکبریٰ۔ رضی اللہ عنہ۔ (۵۴۰ھ - ۶۱۸ھ)۔ (۸)۔ شیخ

نجم الدین رازی رضی اللہ عنہ۔ (ش ھ سنہ ۶۵۴ھ)۔ (۹) مولانا
جلال الحق والدین الرومی رضی اللہ عنہ۔ سنہ ۶۰۴ھ سنہ ۶۷۲ھ)
(۱۰)۔ شیخ ابو مدین المغربی رضی اللہ عنہ شیخ امام محی
الدین ابن عربی۔ سنہ ۴۹۶ سنہ ۵۹۰ھ) (۱۱) سیدی احمد بن
ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ عنہ۔ (ش ۴۹۵ھ ش ۵۷۸ھ)۔
(۱۲)۔ شیخ مصلح الدین السعدی الشیرازی رضی اللہ عنہ
(سنہ ۵۶۱ھ سنہ ۶۹۱ھ) یکصد و بست سال۔ (۱۳) شیخ فرید الدین عطار
رضی اللہ عنہ مرید شیخ مجد الدین بغدادی سنہ ۵۲۳ھ
سنہ ۶۲۷ھ) یکصد و چہار سال۔ (۱۴)۔ شیخ اوحد الدین الکرمانی
رضی اللہ عنہ مصاحب و ہم جلیس شیخ سنہ ۵۹۰ھ
سنہ ۶۹۰ھ (۱۵) شیخ صدر الدین القونیوی رضی اللہ عنہ
خلیفہ اکبر حضرت شیخ۔ (ش ۵۹۰ھ۔ سنہ ۶۷۵ھ)۔ (۱۶) شیخ
ابو الحسن مغربی الشاذلی رضی اللہ عنہ (سنہ ۵۷۰ھ سنہ ۶۵۴ھ)۔
(۸) شیخ فخر الدین ابراہیم العراقی رضی اللہ عنہ مرید قونیوی
سنہ ۶۰۳ھ۔ سنہ ۶۸۸ھ)۔ (۱۹) حافظ الحدیث جمال الدین علامہ
ابو الفرج الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۵۱۰ھ سنہ ۵۹۷ھ) (۲۰)
حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ۔ (سنہ ۴۹۹ھ سنہ ۵۸۱ھ)
(۲۱) حافظ کبیر عماد ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۷۰۱ھ سنہ ۷۷۴ھ)
(۲۲) حافظ الحدیث امام النسابہ علامہ سمعانی رحمۃ اللہ
علیہ (سنہ ۵۰۶ھ سنہ ۵۶۲ھ)۔ (۲۳) حافظ ابن رجب الحنبلی رحمۃ
اللہ علیہ (سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۷۹۵ھ) (۲۴) حافظ محب الدین ابن النجار

الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ششھ ستمہ) (۲۵) امام فخرالدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ (سمہ سمہ)۔

شیخ پر فتویٰ

امام القدوہ شیخ الاسلام ابو یحیی ذکریا الانصاری شرح کتاب الروض میں شیخ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔

والحق ان طایفۃ ابن عربی کلھم اخیارٌ وقد نص علیٰ ولایۃ ابن عربی جماعۃ علماء عارفون باللہ واللہ واللہ واللہ ما کتب رضی اللہ عنہ الا ما علم وما علم الا ما شھد من صور المعلومات علیٰ ما ھی علیہ واضطربت العقول فیہ لانکارھا وبالجملۃ فالسلامۃ اولیٰ خصوصا الشیخ رضی اللہ عنہ وقدس سرہ۔

قال ابن حجر اما حضرت الشیخ فھو بحر مواجٌ الذی لا ساحل لہٗ ولا یسمع لموجہ غطیط بل کلام صھبا فی لجۃ عمیاء الحاتمی الذی لا نعت یضبطہٗ ولا مقام ولا حال یعینہ"

وقال الشیخ المجد الفیروز آبادی۔ انہ کان شیخ الطریقۃ علما وحالا وامام التحقیق حقیقۃً ورسما ومحی رسوم المعارف فضلاً واسمًا۔

وقال الامام ابن حجر المکی۔ ان الشیخ محی الدین بن عربی من اولیاء اللہ تعالیٰ العارفین ومن العلماء العاملین وقد اتفقوا۔

علیٰ انه کان اعلم اهل زمانه بحیث انه کان فی کل فن متبوعاً لا تابعاً وانهٗ فی التحقیق والکشف والکلام علی الفرق والجمع بحر لا یجاری وامام لا یخا لطه ولا یماری وانه اورع اهل زمانه والزمهم للسنة واعظمهم مجاهدة حتی انه مکث ثلاثة اشهر علیٰ وضوء واحد الخ (الفتاوی الحدیثیه ص ۲۱۵)

امام ابن حجر مکی الشافعی فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی اولیاء اللہ العارفین اور علماء عالمین میں سے ہیں اور اجماع ہے اس امر پر کہ آپ اپنے زمانہ کے سب سے اعلم تھے اس حیثیت سے کہ آپ کا زمانہ تابع تھا آپ کسی کے تبع نہ تھے اور آپ تحقیق اور کشف اور کلام میں ایک دریائے ناپیدا کنار تھے۔ اور آپ ایسے امام تھے کہ غلطی اور شکست نہ کرتے تھے اور آپ اپنے زمانہ میں سب سے بڑھکر متقی پرہیزگار اور سنت نبوی کے سخت پابند اور بہت مجاہدہ کرنے والے تھے یہاں تک کہ آپ نے ایک ہی وضو سے تین مہینوں تک نمازیں پڑھی ہیں (فتاوی الحدیثیہ ص ۲۱۵)۔

مولانا عبدالرحمن جامی نے نقد النصوص میں یہ منصوص فرمایا ہے۔
شیخ کامل مکمل قدوة القائلین بوحدت الوجود واسوة الفائزین لشهود الحق فی کل موجود امام العارفین قطب الموحدین محی الحق والملة والدین محمد بن علی العربی قدس اللہ سرہٗ واعلیٰ ذکرہٗ

شیخ کی ہجرت

۶۱۰ھ میں شیخ رضی اللہ جب قونیہ کو پہلے پہل تشریف فرما ہوئے صدرالدین

کی والدہ سے جو بیوہ تھیں نکاح فرمایا اور آپ سے دو فرزند ارجمند متولد ہوئے

شیخ سعد الدین محمد بن محمد بن علی العربی۔

حافظ ابن نجار محدث اور مورخ نے تاریخ بغداد میں اور حافظ ضیاء الدین المقدسی نے روایت کی ہے کہ علامہ ابن عربی کے ایک فرزند فقیہ۔ ادیب۔ مفسر اور حافظ الحدیث تھے جن کا نام شیخ سعد الدین محمد تھا انہی کا تذکرہ حافظ صلاح الدین الصفدی نے اپنی تاریخ میں اس طرح لکھا ہے۔ شیخ سعد الدین ۶۱۸ھ میں بمقام ملیطیہ پیدا ہوئے ثقات سے حدیث سنی اور فقہاء مالکیہ سے فقہ حاصل کی آپ بڑے ادیب اور اپنے زمانے کے شاعر تھے" امام صفدی نے تذکرۃ الصلاح میں اور شرف الدین الدمیاطی نے معجم میں آپ کے اشعار نقل کئے ہیں"۔ دمیاطی نے لکھا ہے۔ کہ سعد الدین بن عبداللہ محمد بن علی العربی الطائی الحاتمی المغربی دمشق کی جوار میں پیدا ہوئے آپ شافعی تھے فقہ و ادب سے منعوت اور موصوف تھے سعد رضی اللہ عنہ کے صفات آپ میں پائے جاتے تھے بمقام صالحیہ آپ نے جمادی الاخری ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے قبہ میں مدفون ہوئے۔

ابو عبداللہ عماد الدین محمد بن محمد بن علی العربی

حافظ دمیاطی نے معجم میں اور علامہ قطب الدین الیونینی نے تاریخ میں لکھا ہے الشیخ عماد الدین بن علامہ ابن عربی کان عالماً

بالسنن والاختلاف قد تفقه علی الحافظ القدوہ احمد بن عبد الکریم المقدسی وقراء الکنز علیہ وسمع امام السمعانی وابن النجار والمقدسی ومات فی سنۃ سبع وستمائۃ ودفن مع والدہ رضی اللہ عنہ۔

شیخ کا مجاہدہ

قال ابن النجار کان امام محی الدین قائما فی اللیل وبلغنی انہ کان یصلی خمسمائۃ رکعات فی اللیل حتی مات وکان یختم القرآن فی الاسبوع دائم الفکر والذکر وملاحظۃ الحضورۃ فی کل حین وکان اکثر ما یقول حسبی اللہ اذا قام فی الدمشق ما فاتت تکبیرۃ الاولی بکل صلوٰۃ مع الجماعۃ منذ عشرین سنۃ کان خاشعا متواضعا عبدا مہیبا تلک امۃ قد خلت

شیخ کی وفات

شیخ کو بظاہر کوئی مرض نہ تھا عمر شریف جب اٹھتر سال کو پہونچی گویا آپ نے پیغام دوست سن لیا اور بحالت نماز مغرب سجدۂ ثانیہ میں ۲۲ ربیع الثانی لیلۃ الجمعہ کو سبحان ربی الاعلی وبحمدہ فرماتے ہوے نقل فرمایا۔ جلاء المعین میں سیدی نعمان خیر الدین الاندلسی کہتے ہیں علامۃ الشیخ محی الدین ابن عربی نے قاضی محی الدین الزکی کے مکان میں ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ کو نقل مقام فرمایا۔

قال الحافظ الحدیث علامہ ضیاء الدین المقدسی بلغنی ان الشیخ محی الدین بن عربی توفی لیلۃ الجمعۃ الثانی و العشرین من ربیع الاخر سنۃ ثمان وثلثون وستمائۃ۔

قال الحافظ ابن النجار انہ ولد بمرسیہ لیلۃ الاثنین سابع عشر رمضان سنۃ ستین وخمسمائۃ وتوفی لیلۃ الجمعۃ الثانی والعشرین من ربیع الاخر سنۃ ثمان ثلاثون وستمائۃ۔ تاریخ قدس اللہ سرہ السامی ۔ ۶۳۸

مدفن

علامہ کاشی محمد بن السعد نے تاریخ رحلت یوں نکالی ہے۔

انما الحاتمی فی الکون فرد ۔ کم علوم اتی بھا من غیوب

وھو یموت وسید وامام ۔ من بحار التوحید یا مستھام

ان سئلتم متی توفی حمیداً

قلت ارخت۔ مات قطب ھمام

۲۲ ربیع الاخر نماز جمعہ کے بعد آپ پر گیارہ مرتبہ نماز پڑھی گئی اور دامن جبل قاسیون میں جو صالحیہ کے قریب ہے اس آفتاب مغرب کو نہاں کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ مقام آج صالحہ شریفہ کے نام سے مشہور ہے۔

وفات کے بعد بھی موذیوں نے شیخ کو تکلیف پہونچائی یعنی اتنا کوڑا کچرا آپ کے مزار پر انوار پر لوگوں نے ڈالا کہ زمانہ کے بعد آپ کا نشان

قبر بھی غایب ہو گیا۔

نویں صدی میں جب سلطان سلیم خان اول نے دمشق پر فتح پایا تو اسی جگہ جہاں مزار مبارک ہے ایک عمارت اپنی فتح کے یادگار میں بنانی چاہی جب پایا نکالا گیا تو اس آفتاب معرفت کی لوح مزار دکھائی دی سلطان کو خبر ہوی سلطان خود آئے اور مزار مبارک برآمد کیا لوح پر یہ عبارت کندہ ہے۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ و جادلهم بالتی هی احسن ان ربك هو اعلم بالمهتدین هذا القبر العبد الفقیر الی الله عبد الله محمد بن علی بن محمد بن احمد العربی الطائی الحاتمی توفی اللیلۃ الجمعۃ الثانی وعشرون من ربیع الاخر سنۃ ثمان وثلثون وستمائۃ

کتبہ کو پڑھکے سلطان آبدیدہ ہو گئے پھر قبہ مزار و مدرسہ و خانقاہ بنوایا اور شیخ کی دو صد سالہ پیشین گوئی۔ اذا دخل السین فی الشین ظهر قبر محی الدین پوری ہوی۔

چونکہ آپ کی مزار سطح زمین سے نیچے ہو رہی ہے اس لئے زینہ بنوا دیا گیا اور زینہ جہاں ختم ہوتا ہے اس دیوار پر شیخ کا یہ شعر برنجی تختی پر سیاہ حروف میں کندہ ہے۔

فلکل واحد سمّوا بہ　　وانا الباقی العصر ذاك الواحد

مزار پرانوار پر برنجی شامیانہ نصب ہے اور ایک نقرئی چوکھٹ بھی ایک ترکی متمول شخص نے ۱۲۴۰ھ میں یہاں نصب کروایا آپ کے قبہ کے اندر آپ کے دونوں فرزند بھی سو رہے ہیں اور باہر گنبد کے

بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء اللہ آرام فرماتے ہیں انمیں مشہور شیخ صدر الدین القونیوی شیخ فخر الدین العراقی۔ شیخ موئد الدین الجندی۔ شیخ اوحد الدین الکرمانی وغیرہم ہیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں جس طرح دنیا میں شیخ مرجع حقائق اور اسرار اور دریائے فیض تھے عالم برزخ میں بھی آپکا ایسا ہی فیض جاری وساری ہے لوگ آج بھی مستفیض ہونے آپ کی مزار پر حاضر ہوا کرتے ہیں آپ کے خانقاہ سے چالیس دن تک مسافروں کی مہمانی کیجاتی ہے آپ کے مدرسہ میں فتوحات وفصوص کا درس اب بھی جاری ہے الحمد للہ علی ذالک۔

وھذا الامر مسلم عند السادۃ الکرام من اھل الکشف والاحوال ومن المجرب والمشاھد ان من زار ضریحہ المعظم فی الشام الشریف عاد فائزاً بفیضہ وبرکاتہ۔

(یافعی)

وھذا ما انبانی اللہ سبحانہ من اخبارہ الشریفۃ واستغفر اللہ العلی العظیم واتوب الیہ۔

فقیر عینی النظامی

تمت بالخیر

۱۳۴۸ھ